عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۲۹ شوال تا ۵ ذیقعد ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۷ فروری تا ۵ مارچ ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۴۰

آقائے نامدار اور ماہ شوال

مال اور ملکیت

کتاب و سُنت کی روشنی میں

طوافِ قدوم

قرآن مجید میں بچوں کے حقوق

عورت، اسلام اور مُساوات

قادیانیت پر ایک نظر

قیمت: ۵ روپے

مرحوم کا قرض ادا ہو ورنہ وہ عذاب کا مستحق ہے

س..... اگر مرحوم کے ذمہ ایسے قرض ہوں جن کا اس کے وارثوں کو علم نہ ہو' یا قرض دینے والا نہ بتائے تو اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج...... جو شخص قرض لیکر مرے اس کا معاملہ بڑا شدید ہے' اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بچائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس کے ذمہ قرض ہو۔ بعد میں جب فتوحات ہوئیں تو آپ میت کا قرض اپنے ذمہ لے لیتے تھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ مومن کی جان اس کے قرض کے ساتھ لٹکی رہتی ہے جب تک اس کا قرضہ ادا نہ کردیا جائے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے صبح کی نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ کیا یہاں فلاں قبیلے کے لوگ ہیں؟ دیکھو تمہارا آدمی جنت کے دروازے پر رکا ہوا ہے۔ اس قرض کی وجہ سے جو اس کے ذمہ ہے۔ اب تمہارا جی چاہے تو اس کا فدیہ (یعنی قرض) ادا کرکے اسے چھڑالو' اور جی چاہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے سپرد کردو۔ (طبرانی' بیہقی)

ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد کا انتقال ہوا۔ تین سو درہم ان کا ترکہ تھا' پیچھے ان کے اہل و عیال بھی تھے' اور ان کے ذمہ قرض بھی تھا۔ میں نے ان کے اہل و عیال پر خرچ کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تیرا باپ قرضے میں پکڑا ہوا ہے' اس کا قرضہ ادا کر۔" (مسند احمد)

مسلمان آدمی کے ذمہ اول تو قرض ہونا ہی نہیں چاہئے۔ اور اگر بامر مجبوری قرض لیا تو اس کو حتی الوسع جلد سے جلد ادا ہونا چاہئے' خدانخواستہ اسی حالت میں موت آگئی تو یہ خود غرض وارث خدا جانے ادا کریں گے بھی یا نہیں۔ اور اگر زندگی میں قرضہ ادا کرسکنے کا امکان نہ ہو تو وصیت کرنا فرض ہے کہ اس کے ذمہ فلاں فلاں کا اتنا قرضہ ہے وہ ادا کردیا جائے۔ اگر وصیت کے بغیر مرگیا' اور گھر والوں کو کچھ پتہ نہیں تو گناہ گار بھی ہوگا اور پکڑا بھی جائے گا۔ اب نہ اس کا قرضہ ادا ہو' نہ اس کی رہائی ہو۔ نعوذباللہ

ہاں! اللہ تعالیٰ ہی اپنی رحمت سے کوئی صورت پیدا فرمادیں تو ان کا کرم ہے۔

اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے جو صورت لکھی ہے ایک مسلمان کو اس کی نوبت ہی نہیں آنے دینی چاہئے۔ اور اگر بالفرض ایسی صورت پیش ہی آجائے تو اعلان عام کردیا جائے کہ اس میت کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو ہم سے وصول کرلے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ جس شخص کا آنحضرت ﷺ کے ذمہ قرض ہو یا آپ ﷺ نے کسی سے کوئی وعدہ کر رکھا ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ مگر وارث بغیر ثبوت شرعی کے قرضہ ادا کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ یہ مسئلہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ میت کا قرض اس کے کل مال سے ادا کیا جائے گا۔ خواہ اس کے وارثوں کے لئے ایک پیسہ بھی نہ بچے۔

مرحوم ترکہ نہ چھوڑے تو وارث اس کے قرض کے ادا کرنے کے ذمہ دار نہیں

س..... جب کوئی آدمی مرجاتا ہے اور جو کچھ وہ باقی چھوڑ جاتا ہے وہ اس کے رشتہ دار عزیز بھائی وغیرہ ایک حد کے مطابق تقسیم کرلیتے ہیں۔ یہ تو ہوئی سیدھی بات اس کے علاوہ ایک اور آدمی مر جاتا ہے جس کے اوپر لوگوں کا بے حساب قرض ہے جبکہ اس کا کوئی بیٹا نہیں باقی لوگ ہیں مثلاً" بچیاں' بھائی سگے اور سوتیلے وغیرہ تو کیا یہ قرض جو وہ چھوڑ کر دنیا سے چلا گیا یا چلا جائے تو ان رشتہ داروں کے لئے شرعاً" کیا حکم ہے جبکہ متعلقہ شخص کی وراثت میں کچھ بھی نہیں ہے ماسوائے چار گز جھونپڑی کے۔ رشتہ دار بھائی وغیرہ بھی غریب' قرض ادا نہ کرنے کے قابل تو قرض کس طرح ادا ہو؟

ج...... جب مرحوم نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تو وارثوں کے ذمہ اس کا قرض ادا کرنا لازم نہیں۔

مرحوم کا قرض اگر کوئی معاف کردے تو جائز ہے

س..... مرحوم کو ایک دو افراد کے کچھ پیسے دینے ہیں۔ بہترین دوست ہونے کے ناطے وہ پیسے نہیں لے رہے۔ اب کیا کیا جائے؟

ج...... اگر وہ معاف کردیں تو ٹھیک ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۴۰ ۲۹ شوال تا ۵ ذیقعد ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۷ فروری تا ۵ مارچ ۱۹۹۸ء قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

- فوج میں ترقی کیلئے قادیانیوں کی طرف سے اسلام کا جھوٹا سرٹیفکیٹ ۴
- قادیانیت پر ایک نظر............(مولانا ابوالحسن علی ندوی) ۶
- آقائے نامدار اور ماہ شوال............(مولانا شعیب احمد مظاہری) ۸
- مال اور ملکت کتاب و سنت کی روشنی میں (پروفیسر منزہ خانم) ۱۰
- طواف قدم..............(ڈاکٹر ریاض الرحمان) ۱۵
- قرآن مجید میں بچوں کے حقوق.........(مولانا عبداللطیف مسعود) ۱۷
- عورت، اسلام اور مساوات........(مولانا شعیب احمد) ۲۱
- صدقہ، جس سے خدا راضی ہوتا ہے...........(سید ماجد حسن مظاہری) ۲۳
- علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب (ثناء اللہ محمود میرپوری) ۲۵

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE 0171-737-8199.

ناشر: عبدالرحمٰن باوا
طابع: سید شاھد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: ۱۰۳ مزرٹہ لائن کراچی

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر سالانہ خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائیگا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فوج میں ترقی کیلئے قادیانیوں کی طرف سے اسلام کا جھوٹا سرٹیفکیٹ

مصدقہ ذرائع کے مطابق پاکستانی فوج میں شامل قادیانی جماعت کے بعض اراکین جھوٹے سرٹیفکیٹ جمع کراتے ہیں جس کے ذریعہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ترقی حاصل کرتے ہیں اور جب وہ ترقی حاصل کر لیتے ہیں تو اس کے بعد اپنا قادیانی ہونا ظاہر کر دیتے ہیں اس سلسلے میں ہمیں بعض نام تک موصول ہوئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق فوج میں طریقہ کار یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے بارے میں پتہ چل جائے یا وہ خود ظاہر کرے یا کوئی بتادے کہ یہ شخص قادیانی ہے تو پھر دیگر غیر مسلموں کی طرح اس کے لئے ضابطہ یہ ہے کہ وہ ایک حد تک ترقی کر سکے گا جیسا کہ دنیا کے تمام ممالک کا دستور ہے کہ اقلیت کو ایک خاص عہدہ تک ترقی دی جاتی ہے۔ قادیانی جماعت کے افراد اس قانون کو غیر موثر بنانے کے لئے سادہ کاغذ پر ایک جھوٹا سرٹیفکیٹ لکھ کر دے دیتے ہیں جس کے بعد فوج میں ان کو مسلمان سمجھ لیا جاتا ہے اور پھر ان کی ترقی مسلمانوں کی طرح ہو جاتی ہے اور وہ کلیدی آسامیوں پر پہنچ جاتے ہیں اور پھر کلیدی عہدہ پر پہنچ کر قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دیتے ہیں۔ ایسی ایک نہیں کئی مثالیں موجود ہیں۔ پاک فوج ملک کا سب سے منفرد ادارہ ہے' پاکستان کی بقا اور تحفظ کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے اور پچاس سال میں پاکستانی فوج نے یہ ذمہ داری اس لئے بحسن و خوبی نبھائی ہے کہ فوج میں شرائط کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور ہمیشہ نظریاتی طور پر فوج کی حفاظت کی گئی ہے۔ اس بنا پر فوج نے ہمیشہ ایمانی قوت کا مظاہرہ کیا ہے اور ہر موقع پر پاکستان کی سالمیت کو فوقیت دی ہے اب اگر چور دروازے سے اس طرح قادیانیوں کے حساس عہدوں پر پہنچنے کا سلسلہ شروع ہو گیا تو پاکستانی فوج کی نظریاتی سرحدوں میں دراڑیں پڑ جائیں گی اور فوج میں گروپ بندی کا آغاز ہو جائے گا کیونکہ قادیانیوں کا ہمیشہ سے یہ طریقہ کار رہا ہے کہ کسی اہم عہدے پر پہنچ کر اس عہدے کو اپنے غلط نظریات کی ترویج کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ سب سے پہلے قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ نے اپنے دور وزارت میں وزارت خارجہ اور سفارت خانوں کو قادیانی مراکز بنایا اور دنیا بھر میں یہ محسوس ہونے لگا کہ پاکستان قادیانی اسٹیٹ ہے۔ مصر' سوڈان اور دیگر تمام مسلم ممالک کے معاملات میں قادیانی وزیر خارجہ نے ان ممالک کے خلاف فیصلہ کیا جس کے اثرات آج تک باقی ہیں کہ یہ مسلم ممالک پاکستان سے زیادہ بھارت کے قریب ہیں اور بھارت کو ترجیح دیتے ہیں۔ ۷۳ء میں فضائیہ کے سربراہ ایک قادیانی تھے' انہوں نے مرزا ناصر کے حکم پر قادیانیوں کے سالانہ اجتماع کے موقع پر ربوہ میں مرزا ناصر کو طیاروں کے ذریعہ سلامی دلوائی' پی آئی اے میں چیف پائلٹ قادیانی ہے اور اس نے پی آئی اے کے شعبہ پائلٹ میں اکثریت قادیانیوں کی بھرتی کر دی ہے اور مسلمان پائلٹوں کو کسی نہ کسی بہانے ناکام کرتا رہتا ہے' پی آئی اے کے اسلامک شعبہ کا سربراہ قادیانی ہے جس کا نام تبسم منہاس ہے۔ وہ مسجدوں میں جو شامیانے لگواتا ہے اس کا ٹھیکہ بھی قادیانی جماعت کے افراد کو دیتا ہے' اس نے دو ایجنسیاں قادیانیوں کی کھولی ہوئی ہیں وہ ان کے ذریعہ پی آئی اے میں ٹھیکیداروں کے لئے افراد بھرتی کرتا ہے' جس کے لئے ظاہر ہے قادیانی ہی بھرتی کئے جاتے ہیں غرض قادیانی جس محکمے میں ہو وہ پہلے قادیانی اور اپنے جھوٹے سربراہ کا پیروکار ہے اس کے بعد پاکستان کا یا اس محکمہ کا وفادار ہے۔ ان تمام تجربات کے بعد فوج جیسے اہم شعبہ میں ہمارے نزدیک تو اول قادیانیوں کو بھرتی کرنا ہی صحیح نہیں۔ اگر بین الاقوامی حالات کے تناظر میں قادیانیوں کو بھرتی کرنا ضروری ہے تو پھر اس کے لئے اہم شرائط طے کی جائیں اور ایسا ضابطہ بنایا جائے کہ کسی صورت میں حساس جگہوں پر ان کو نہ رکھا جائے اور جو افراد قادیانیت سے توبہ کرنا چاہیں ان کے لئے ایسا ضابطہ بنایا جائے جس کی وجہ سے معلوم ہو جائے کہ یہ توبہ عہدہ کے حصول کے لئے نہیں بلکہ توبہ کے جذبہ سے ہے اس لئے سب سے بہتر تو یہ ہے کہ قادیانیت کی توبہ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات لی جائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر اور تبلیغی ادارے ملک کے مختلف علاقوں میں ہیں اور ان کے مبلغین بھی کام کرتے ہیں' اگر کسی قادیانی کا قبول اسلام کا ارادہ ہو تو ان دفاتر سے رجوع کر کے ان کو پہلے اچھی طرح توبہ کرائی جائے اور اس کے بعد یہ ادارے ان کو سند اسلام جاری کریں۔ اگر اس میں فوج کے لئے مشکلات ہوں تو پھر علماء کرام کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے جو ان افراد کو پہلے کئی دن تک اپنی نگرانی میں رکھے' ان کو شرائط کے مطابق توبہ کرائے کیونکہ عام طور پر قادیانی اس کا آسانی کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہوں اور اسی طرح کا دعویٰ کر کے وہ اسلام کی سند حاصل کر لیتے ہیں یا سادہ کاغذ پر لکھ دیتے ہیں اور گزشتہ تین چار سال قبل ان کے سربراہ مرزا طاہر نے ان کو تلقین کی تھی کہ وہ اپنا مذہب چھپائیں اور اس قسم کی تحریر لکھ دیں لیکن اگر علماء کرام کا بورڈ ہو اور وہ ان سے صحیح طریقہ سے توبہ کرائے' مرزا غلام احمد قادیانی سے متعلق عقائد کو کریدے اور پھر ان سے اقرار کروائے کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں جھوٹے مدعیان نبوت سے متعلق جو جو الفاظ آئے ہیں وہ ان الفاظ کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کا مصداق سمجھتے ہیں' مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا' دجال اور کذاب گردانتے ہیں اس کو کسی قسم کا مصلح یا مسلمان نہیں سمجھتے بلکہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ چند دن اس طرح کرنے سے ان کے دل میں پوری طرح ایمان راسخ ہو جائے گا کیونکہ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار یہ دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں لیکن اگر یہ کہا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹے دعویٰ نبوت کی وجہ سے کافر اور کذاب کہو تو وہ راہ فرار اختیار کر لیتے ہیں اس لئے ان کے ایمان کی تصدیق کے لئے قادیانیوں کو ان کے منہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر اور دجل و فریب اور جھوٹے نبی کے دعویٰ کی وجہ سے اس کا لعنتی قرار دلوانا بہت ضروری ہے جیسا کہ اگر

عیسائی یا یہودی کو اسلام قبول کرائیں گے تو ایمان کی تصدیق کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہونے کے عقیدہ اور تثلیث کے عقیدہ سے برات کا اظہار کروانا بھی ضروری ہے۔ اگر فوج نے ایسا طریقہ اپنایا تو انشاء اللہ ورنہ فوج میں جھوٹا اسلام کا سرٹیفکیٹ پیش کرکے قادیانیوں کا حساس عہدے پر تعیناتی کا سلسلہ رک جائے گا اور فوج کی نظریاتی سرحدیں محفوظ ہو جائیں گی۔

جماعت احمدیہ اور قرآن کریم کا احترام

گزشتہ دنوں گلگت میں قرآن مجید کی بے حرمتی کا واقعہ پیش آیا۔ اور تفتیش کے سلسلے میں مقامی جماعت احمدیہ کے لوگوں کو گرفتار کیا گیا اس پر جماعت احمدیہ کے ترجمان نے ایک بیان جاری کیا ہے کہ جماعت احمدیہ قرآن کریم کی توہین کا تصور نہیں کر سکتی اور وہ قرآن مجید کا احترام کرتی ہے اور اس پر ان کا ایمان ہے۔ گلگت کے اس واقعہ میں جماعت احمدیہ کا تعلق ہے یا نہیں؟ یہ تو تحقیق کے بعد ہی پتہ چلے گا لیکن جماعت احمدیہ کا یہ بیان ایک لطیفہ سے کم نہیں کہ وہ قرآن مجید کی توہین کا تصور تک نہیں کر سکتے۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں کا جائزہ لیا جائے تو غالباً "۱۴سو سالہ تاریخ میں قرآن مجید کی توہین اس سے زیادہ کسی نے نہیں کی۔ الحمد سے لیکر والناس تک کوئی قرآن مجید کی ایسی آیت نہیں جس کی اس نے توہین نہ کی ہو' مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس میں محمد رسول اللہ سے میں مراد ہوں۔ قرآن مجید کی آیت محمد رسول اللہ میں وہ کہتا ہے کہ اس میں محمد مراد میں ہوں۔ نبی کریم ﷺ سے متعلق جتنی قرآنی آیات ہیں اس کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ ان سے مراد میں ہوں۔ قرآن مجید میں جہاد سے متعلق جتنی آیات ہیں وہ اس کا انکار کرتا ہے' قرآن مجید میں ارشاد ہے "ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا۔" مرزا غلام احمد قادیانی قرآن مجید کی اس آیت کا انکار کرتا ہے۔ غرض قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت نہیں ہے جس کی تحریف مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ کی ہو اور ان تمام تحریفات کو جماعت احمدیہ کا ایک ایک فرد نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ اس کی اشاعت بھی کرتا ہے۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کا یہ بیان لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے یا نہیں؟ قرآن مجید کی ظاہری توہین تو عیسائی' یہودی یا غیر مسلم کرتے رہے لیکن قرآن مجید کی تحریف کوشش کے باوجود نہ کر سکے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کی نہ صرف جرات کی بلکہ ببانگ دھل اس کی تبلیغ کرکے مسلمانوں کو دھوکہ بھی دیا' کم از کم جماعت احمدیہ بیان دینے سے پہلے ان تحریرات کو بھی پڑھ لیتی تو بہتر تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت سب سے زیادہ قرآن مجید کی توہین کرنے والے ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

امریکہ مسلمانوں کو کب تک تباہ کرتا رہے گا؟

گزشتہ دنوں مفتی نظام الدین شامزئی نے ایک تقریر میں امت مسلمہ پر واضح کیا کہ امریکہ بیت اللہ پر قبضہ جمانے اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے طرح طرح کے بہانے بنا رہا ہے اور اگر مسلمان اسی طرح خواب خرگوش کے مزے لیتے رہے تو خدا وہ وقت نہ دکھلائے کہ بیت اللہ شریف اور مدینۃ النبی ﷺ میں عیسائی قابض ہو جائیں۔ مصدقہ ذرائع کے مطابق ایک لاکھ سے زائد اسرائیلی فوج سعودی عرب میں موجود ہے جبکہ خلیج پر امریکی فوج قابض ہے۔ امریکہ عراق پر ایٹمی طاقت ہونے کے شبہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہے جبکہ اسرائیل ایٹم بم بنانے اور داغنے کا کھلم کھلا اعلان کر رہا ہے اس کے خلاف امریکہ کارروائی نہیں کر رہا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ امریکہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کے درپے ہے' مسلمان حکمرانوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے' ایک اخباری اطلاع کے مطابق امریکہ نے کہا ہے کہ عراق نے ایٹمی ہتھیار اپنے حامی ممالک لیبیا اور سوڈان رکھوا دیئے ہیں' اس طرح اب امریکہ لیبیا اور سوڈان پر حملہ کرنے کے بہانے تلاش کر رہا ہے۔ اگرچہ سعودی عرب اور پاکستان نے امریکہ کے اس رویہ کی مذمت کی ہے لیکن کویت' عمان اور برطانیہ وغیرہ نے اسے اپنے اڈے استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ مسلمان حکمرانوں کو متفقہ طور پر امریکہ کے اس رویہ کی مذمت کرتے ہوئے اس کو مسلمان ممالک پر حملہ کرنے سے روکنا چاہئے اور اسلام دشمن قوتوں کے خلاف متفقہ لائحہ عمل طے کرنا چاہئے۔

مولانا مفتی مجاہد حسین کی شہادت

جامعہ امدادیہ کے مہتمم حضرت مولانا نذیر احمد دامت برکاتہم کے خلف الرشید حضرت مولانا مفتی مجاہد حسین کو گزشتہ جمعۃ المبارک کو دہشت گردوں نے شہید کر دیا ان کے ہمراہ ان کے شاگرد مولانا محمد شاہ اور رکشہ ڈرائیور بھی شہید کر دیئے گئے۔ مولانا کی اس طرح دردناک شہادت ہمارے محترم وزیر اعظم' وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکام کے چہروں پر بدنما داغ ہے۔ سر عام اس طرح دن دھاڑے علماء کرام کی شہادت کا حکومت کیا جواز پیش کرے گی؟ مولانا مفتی مجاہد حسین ایک علمی شخصیت تھے' ان کی شہادت سے اہل علم طبقہ کو خوف زدہ کرنا مقصود ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر مولانا مفتی مجاہد حسین کے قاتلوں کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دے اور فیصل آباد کی انتظامیہ کو معطل کرے تاکہ آئندہ حکام اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔ حضرت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد' نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک ایک کارکن مولانا مفتی مجاہد حسین کی شہادت پر اظہار تعزیت کرتا ہے۔

قادیانیت پر ایک نظر

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

یہ عقیدہ کہ دین مکمل ہو چکا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں' اور یہ کہ اسلام خدا کا آخری پیغام اور زندگی کا مکمل نظام ہے' ایک انعام خداوندی اور موہبت الٰہی ہے' جس کو خدا نے اس امت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک واضح اور صریح اعلان قرآن مجید کی حسب ذیل آیات ہے ما کان محمدا ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (سورہ احزاب)

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' البتہ اللہ کے رسول ہیں' اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔"

نیز ارشاد فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

ترجمہ: "آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا۔"

ذہنی انتشار سے حفاظت:

اس عقیدہ نے اسلام کو انتشار پیدا کرنے والی اور ملت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والی ان تحریکات اور دعوتوں کا شکار ہونے سے بچایا جو تاریخ اسلام کی طویل مدت اور عالم اسلام کے وسیع ترین رقبہ میں وقتاً فوقتاً سر اٹھاتی رہی ہیں' اسی عقیدہ کا فیض تھا کہ اسلام ان مدعیان نبوت اور محرفین دین کا بازیچہ اطفال بننے سے محفوظ رہا' جو تاریخ کے مختلف وقفوں اور عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں پیدا ہوتے رہے' "ختم نبوت" کے اسی حصار کے اندر یہ ملت ان مدعیوں کی دست برد اور یورش سے محفوظ رہی جو اس ڈھانچہ کو بدل کر ایک نیا ڈھانچہ بنانا چاہتے تھے' اور وہ ان تمام سازشوں اور خطرناک حملوں کا مقابلہ کر سکی جن سے کسی پیغمبر کی امت اس سے پہلے محفوظ نہیں رہی' اور اتنے طویل عرصہ تک اس کی دینی اور اعتقادی وحدت اور یکسانی قائم رہے' اگر یہ عقیدہ اور یہ حصار نہ ہوتا تو یہ امت واحدہ ایسی صدہا امتوں میں تقسیم ہو جاتی جن میں سے ہر امت کا روحانی مرکز الگ ہوتا' علمی و تہذیبی سرچشمہ الگ ہوتا' ہر ایک کی الگ تاریخ ہوتی' ہر ایک کے الگ اسلاف اور مذہبی پیشواء اور مقتدا ہوتے' ہر ایک کا الگ ماضی ہوتا۔

ادیان سابقہ میں دعویداران نبوت کی کثرت:

یہودی اور مسیحی تاریخ کو پڑھنے والا اس بات کو صاف طریقہ پر دیکھتا ہے' کہ مدعیان نبوت کا کثرت سے پیدا ہونا یہودی دنیا کے لئے اپنے حلقہ اثر میں اور مسیحی دنیا کے لئے اپنے حلقہ اثر میں ایک عظیم الشان آزمائش اور فتنہ بنا ہوا تھا' یہ ان کے لئے ایک زبردست بحران (Crisis) اور ایک اہم مسئلہ (Problem) کی حیثیت رکھتا ہے' راقم کو سب سے پہلے اس کی طرف توجہ علامہ اقبال (اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند فرمائے) کی تحریر سے منعطف ہوئی کہ انہوں نے یہ بصیرت افروز اور عمیق نکتہ لکھا ہے کہ ختم نبوت اس امت کا طرہ امتیاز اور اس کے حق میں نعمت عظمیٰ ہے' اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ عظیم الشان نعمت عطا فرمائی ہے کہ ختم نبوت کا مختتم اعلان کر دیا' گویا انسانوں کو یہ بتایا کہ اب تمہیں بار بار وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف دیکھنا نہیں ہے' اب زمین کی طرف دیکھو' اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں زمین کو (جس میں تم خلیفۃ اللہ فی الارض) بنائے گئے ہو' آباد کرنے اور اپنی صلاحیتوں سے انسانوں کی قسمت بدلنے' سہولت بہم پہنچانے اور ان کے لئے وہ ماحول مہیا کرنے میں صرف کرو' جو ان کو نجات آخروی اور سعادت دنیوی کے حصول میں معاون ہو' اب تم اپنی توانائی اس میں ضائع نہ کرو کہ ہر تھوڑے وقفہ کے بعد آسمان کی طرف دیکھا کرو کہ کوئی نیا نبی تو نہیں آرہا ہے' کوئی نیا الہام تو نہیں ہو رہا ہے؟ آسمان سے براہ راست کوئی نئی رہنمائی ہونے والی ہے؟ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ختم نبوت ایک ایسی نعمت ہے جس نے اس امت کو انتشار' ذہنی کشمکش اور جعل سازوں کی سازشوں کا شکار ہونے سے بچا لیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو علامہ اقبال کے مدراس کے لکچرز 'Thought in Islam (Reconstruction of Religious)

قادیانیت کا وجود اور اس کا اصل محرک و سرپرست:

علمی اور تاریخی حیثیت سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قادیانیت فرنگی سیاست کے بطن سے وجود میں آئی ہے' صورت یہ ہے کہ انیسویں صدی کے ربع اول میں ہندوستان کے مشہور و معروف مجاہد حضرت سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۴۶ھ بمطابق ۱۸۳۰ء) نے جو جہاد کی تحریک چلائی' اس سے مسلمانوں میں جہاد اور قربانی کی آگ بھڑک اٹھی' ان کے سینوں میں اسلامی شجاعت اور حوصلہ مندی موجزن ہونے لگی' اور وہ ہزاروں کی تعداد میں سر ہتھیلیوں پر لئے ہوئے اس تحریک کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے' جس کی سرگرمیاں برطانوی حکومت کے لئے پریشانی اور تشویش کا باعث تھیں۔

اس مقصد کے لئے برطانوی حکومت نے یہ طے کیا کہ مسلمانوں ہی میں سے کسی شخص کو ایک بہت اونچے دینی منصب کے نام سے ابھارا جائے کہ مسلمان عقیدت کے ساتھ اس کے گرد جمع ہوجائیں' اور وہ انہیں حکومت کی وفاداری اور خیرخواہی کا ایسا سبق پڑھائے کہ پھر انگریزوں کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہ رہے' یہ حربہ تھا جو برطانوی حکومت نے اختیار کیا کیونکہ مسلمانوں کا مزاج بدلنے کے لئے کوئی حربہ اس سے زیادہ کارگر نہیں ہوسکتا تھا۔

مرزا صاحب نے اپنا پارٹ بڑی خوبی سے ادا کیا اور انگریز نے بھی اس تحریک کی سرپرستی میں کوئی کمی نہیں کی' اس کی حفاظت بھی کی' اور ہر طرح کی سہولتیں اس کام میں بہم پہنچائیں' مرزا صاحب نے بھی گورنمنٹ کے ان احسانات کو فراموش نہیں کیا' اور ہمیشہ وہ اس بات کے معترف رہے کہ ان کو نمود برطانیہ عظمیٰ کا رہین منت ہے' چنانچہ اپنی ایک تحریر میں خود کو حکومت برطانیہ کا "خود کاشتہ پودا" قرار دیا ہے۔

دین کی وحدت' آفاقیت اور عالمگیر اثر و نفوذ کے خلاف گہری سازش:

آخر میں اپنے مطالعہ کے حاصل اور ایک تاریخی حقیقت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ اپنے وسیع متنوع اور اس عمیق تاریخی مطالعہ کے بعد جو تاریخ اسلام میں ان کوششوں اور سازشوں کو معلوم کرنے کے لئے کیا گیا تھا' جو اس دین سماوی' دین عالمی اور شریعت ابدی کے عمیق نفوذ اور بے مثال اثر کو ختم کرنے کے لئے مختلف زمانوں و مکانوں میں کی گئی تھیں' اور جن کا مقصد یہ تھا کہ یہ امت اپنی وحدت' آفاقیت' اور روحانی اجتماعی و سیاسی اثر و نفوذ سے محروم ہوجائے' جس کی مذاہب اور دعوتوں کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی' اور ان شاطرانہ کوششوں کے مطالعہ کے بعد جو دین کی تحریف اور مسلمانوں کے اضلال کے لئے کی گئی تھیں اور تاریخ کے مختلف وقفوں میں جو دعویداران نبوت پیدا ہوئے ان کے علم کے بعد (اور یہ اضطراری لیکن ضروری کام اور بحث و مطالعہ "تاریخ دعوت و عزیمت" کی تصنیف کے دوران کیا گیا' جس کے بغیر مصاحین امت' اہل عزیمت قائدین اور محافظین و مدافعین شریعت کے کارناموں کی قدر و قیمت معلوم نہیں ہوسکتی تھی) یہ کتاب انگریزی میں چار جلدوں میں مجلس تحقیقات و نشریات اسلام کی طرف سے شائع ہوچکی ہے۔ خاکسار اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو دعوتی ادعائی منصوبہ اور دعوت پیش کی وہ اس دین کی محفوظیت' اس کی قوت' اس کی عالمیت و آفاقیت اور اس امکان کے لئے کہ وہ ہر زمانہ میں اپنا اصلاحی و تعمیری کردار ادا کرسکتا ہے' اور عالم کو اور انسانیت کو جاہلیت کے دور سے محفوظ رکھ سکتا ہے' اور وہی اپنے عقائد' عبادات' احکام و مظاہر اور تمدن و تہذیب کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا طاقتور دین ہے' سب سے بڑا چیلنج اور سب سے خطرناک سازش ثابت ہوتی ہے۔

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ قادیانیت کی دعوت و تحریک میں انفرادی جاہ طلبی' حصول سیادت و اثر و نفوذ کے ساتھ حکومت برطانیہ کا اشارہ تائید و سرپرستی' استعماری اور سیاسی اغراض بھی شامل ہوگئے ہیں' جیسا کہ اس سے پہلے خود بانی مذہب اور مدعی نبوت کا یہ بیان گزر چکا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کا "خود کاشتہ پودا" ہیں' اس طرح یہ تحریک اور قادیانیت کی دعوت ساری امت مسلمہ کے لئے ایک بڑی گہری اور وسیع سازش بن گئی' جو اسلام اور مسلمانوں کی وحدت اور دین اسلام کی عمومیت و آفاقیت اور اس کے تسلسل و دوام کے حق میں ایک گہری سازش اور ایک خطرناک منصوبہ ہے۔

اس حقیقت کا علامہ محمد اقبالؒ نے بڑے مبصرانہ اور حکیمانہ طریقہ پر اظہار کیا ہے' انہوں نے کہا کہ "اس دین و شریعت کا بقاء و تسلسل تو کتاب و سنت کے ساتھ مربوط ہے' لیکن اس امت کا امت واحدہ کی حیثیت سے باقی رہنا ختم نبوت کے عقیدہ سے وابستہ اور منسلک ہے۔"

ولقد زينا السماء الدنيا بمصابيح

ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں

ستارا جیولرز

آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

فون نمبر : ۷۳۵۰۸۰

آقائے نامدار ﷺ اور ماہ شوال

مولانا شعیب احمد صاحب مظاہری

بات کوئی تین سال پرانی ہے جب کسی اخبار میں یہ خبر نظر سے گزری تھی کہ بلاد عرب کے شہر طائف میں ایک شخص کا کنبہ ڈیڑھ سو سے زائد افراد پر مشتمل ہے صاحب کنبہ کا نام غالباً" عدی تھا۔ خبر کچھ انوکھی تھی جس پر تعجب کا ہونا بر محل تھا' لیکن دوسرے ہی لمحہ بدن کی حس و حرکت ساکت نظر آنے لگی اور تعجب کی یہ ساعت غم و خوشی کے ادھیڑبن میں گم ہوگئی۔ ذہن نے ذرا سی دیر میں چودہ سو سال پیچھے کا سفر طے کرلیا اور وہ سارے واقعات جو اس شہر سے متعلق کتابوں میں پڑھے یا بزرگوں سے سنے تھے ایک ایک کرکے ذہن میں آتے گئے....... کیا یہ وہی طائف ہے جہاں کے سرداروں نے کبر و نخوت سے آپ ﷺ کو ٹھکرادیا تھا؟ آپ کے ساتھ بدتمیزی اور سخت کلامی کی تھی....... کیا یہ وہی جگہ ہے جہاں کے باشندوں نے گالیاں دی تھیں' جسم اطہر لہولہان کیا تھا؟ اللہ کے کلمہ کے لئے امت کی خاطر خون کی قربانی پیش کی تھی؟ دل کانپ گیا رونگٹے کھڑے ہوگئے' آیئے ذرا آقا ﷺ کے اس سفر کا تذکرہ آپ بھی سنتے چلئے۔

طائف مکہ مکرمہ سے کوئی ۵۰ میل یعنی ۸۹ کلو میٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ شہر اپنے قدرتی مناظر اور زرخیزی کے لحاظ سے حجاز کے بجائے یمن سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے کسی زمانہ میں اس کا نام وج ہوا کرتا تھا کیونکہ وہاں پر اس نام کی ایک وادی ہے جس کے دونوں طرف یہ شہر آباد ہے اس شہر کو چاروں طرف سے دیواروں سے گھیر دیا گیا تھا اس لئے....... اس کا نام طائف پڑگیا۔ مورخین نے اس کے طائف ہونے کی اور بھی وجہیں لکھی ہیں۔ موسم کے اعتبار سے آب و ہوا سرد اور خشک ہے' یہاں ہر طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں جو اپنی عمدگی میں پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ خوشگوار ہواؤں کے جھونکے قلب و دماغ کو سکون کی نیند سلاتے ہیں۔

اس کو مکہ کا باغ بھی کہتے ہیں کیونکہ مکہ مکرمہ میں میوہ جات اسی شہر سے لائے جاتے ہیں اور غالباً" اس خطہ کی یہ زرخیزی اور عمدگی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ان اداؤں کا ثمرہ ہے جو انہوں نے اپنے لاڈلے اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کرتے ہوئے تعمیر کعبہ کے وقت کی تھی **واذ قال ابراهيم رب اجعل هذا بلدا" آمنا وارزق اهله من الثمرات** (الآیہ) (ترجمہ) "اور میرے پروردگار اس شہر کو امن والا کردیجئے اور یہاں کے رہنے والوں کو پھلوں سے روزی عطا فرما"۔

زمانہ جاہلیت میں مکہ کے برابر اور اس کا ہمسر سمجھا جاتا تھا کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے تھے کہ اگر خدا کو نبی بنانا تھا تو ان دونوں شہروں (مکہ و طائف) میں سے کسی بڑے شخص .... کے اوپر قرآن کریم کیوں نازل نہیں فرمایا؟ قرآن کریم نے ان کے اس قول کی اس طور پر حکایت کی ہے **لو لا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم**○ .... آفتاب نبوت فاران کی چوٹی سے طلوع ہوچکا تھا' اور اپنی نورانی شعاعوں سے اس خطہ کو منور اور گلزار بنانا چاہتا تھا امت کی ہدایت کی خاطر ہر تکلیف گوارا' چاہئے وہ کفار مکہ کی دست درازیاں ..... و چیرہ دستیاں ہوں اور چاہے مکہ سے بائیکاٹ ہوکر شعب ابی طالب کی محصوری ہو' فکر تھی تو یہی کہ اللہ بھولے ہوئے بندے راہ راست سے بھٹکی ہوئی انسانیت صراط مستقیم پر آجائے اور اپنے معبود حقیقی سے رشتہ جوڑلے' لیکن کفار مکہ کی حالت کچھ ایسی تھی کہ آنکھ ہونے کے باوجود حقیقی چیزوں کو دیکھتے نہیں تھے' کان تھے' گویا سنتے نہیں تھے' دل تھے لیکن سمجھتے نہ تھے **لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لايبصرون بها ولهم آذان لايسمعون بها** (اعراف) اسی حالت پر نبوت کے دس سال گزر گئے کفار مکہ کی چیرہ دستیاں بڑھتی جارہی تھیں' ظاہری طور پر اس در یتیم کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا' ابوطالب بھی فوت ہوگئے تھے' غم گسار اور دلداری کرنے والی نیک بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ بھی داغ مفارقت دے گئیں کوئی .... غمزار نہیں' کوئی فریاد رس نہیں' ٹھکانہ دینے والا کوئی نہیں۔ اپنے بھی دشمن پرائے بھی دشمن۔

نبوت کا دسواں سال' مہینہ شوال کا تھا' کفار مکہ کی اسلام دشمنی حد سے بڑھ گئی تھی' اور آپ نے ان سے مایوس ہوکر مکہ سے پچپن میل دور اس بستی کے سفر کا قصد فرمایا جس کی زمین سونا اگلتی تھی اس امید پر کہ شاید اس زمین کی زرخیزی و شادابی کچھ اسلامی پودے اگادے' دین باری کے کچھ حامی و مددگار مل جائیں۔ لوگ اسی بستی کو طائف کہتے

تھے۔

سفر شروع ہوا تو آپ کے ساتھ صرف آپ کے متبنیٰ (منہ بولے بیٹے' لے پالک) زید بن حارثہ تھے۔ وہاں سرداری تین سرداروں کی تھی اور قبیلہ بنو ثقیف کا آباد تھا۔ اگر قوم کا قائد کوئی بات مان لے تو عوام کو منوانا سہل ہو جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی سوچا کہ پہلے ان سرداروں سے ملا جائے اگر انہوں نے اس شراب طہور کا گھونٹ پی لیا تو عوام کو پلانا آسان ہوگا۔ تین سردار یہ تھے' عبدیالیل' حبیب' مسعود۔

آقاء دو جہاں ﷺ نے حکم خداوندی' پیغام سرمدی کو پیش کیا' کلمہ حق کی دعوت دی اپنی نبوت کا اعلان کیا' باطل معبودوں کی پتھر کی مورتیوں کی پرستاری سے منع کیا لیکن .... **انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء**

(ترجمہ) "ہدایت صرف خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے گا عطا فرمائے گا"۔ یہ قانون خداوندی ہے۔

ان قسمت کے ماروں کے لئے بھی ہدایت مقدر نہ تھی اس لئے انہوں نے حق کی اس دعوت کو ٹھکرا دیا اور نہایت سختی سے جواب دیا۔

ایک نے کہا کہ "کیا خدا نے کعبہ کا پردہ چاک کرنے کے لئے تجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔"

دوسرے نے کہا کہ "خدا کو اپنی پیغمبری کے لئے تیرے علاوہ کوئی ملا نہیں جس کو سواری بھی نصیب نہیں۔"

تیسرے نے کہا "خدا کی قسم میں تیرے ساتھ کلام بھی نہیں کروں گا' اگر تو واقعی نبی ہے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے تو تیرے کلام کو رد کرنا سخت خطرناک ہے اور اگر تم اللہ کے نبی اور رسول نہیں تو لائق خطاب والتفات نہیں۔"

اچھا ایسا کرو .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ...... اپنا نظریہ عوام تک نہ پہنچنے دو' لیکن وہ ماننے والے کہاں تھے' وہاں کی زرخیزی و سرسبزی نے تو ان کا غرور .... اوج ثریا پر پہنچا دیا تھا۔

آپ نے عام تبلیغ شروع کی تو انہوں نے اوباش اور شریر قسم کے لوگوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جو آپ کو گالیاں دیتے' جملے کستے' پتھر برساتے۔

مایوس ہو کر واپس چلے تو سارا بدن زخموں سے چور' جسم لہولہان' ایڑیاں خون سے تر ہو گئیں۔ سامنے کفار مکہ کے سردار ربیعہ کے دو بیٹوں عتبہ و شیبہ کا باغ نظر آیا جو کھجوروں اور انگوروں کا تھا آپ ایک درخت کے نیچے دم لینے کے لئے بیٹھ گئے' اوباشوں نے پیچھا چھوڑ دیا تھا' اسی بے کسی و بے بسی کے عالم میں آپ نے دل کے نہاں خانہ سے دعا مانگی

"اے اللہ میں تجھ سے اپنی کمزوری' تدبیر کی کمی' لوگوں کے بے توقیری کی شکایت کرتا ہوں' اے ارحم الراحمین تو کمزوروں کا خاص طور پر مددگار ہے' اے میرے رب تو مجھے کس کے حوالے کرے گا' کسی بے گانہ غضب ناک اور ترش رو کی طرف' یا کسی دشمن کی طرف جس کو تو میرے امور کا مالک بنا دے' اگر تو مجھ سے ناراض نہ ہو تو مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے' میں تیری ذات کے نور سے پناہ چاہتا ہوں جس سے تمام تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور جس سے دنیا و آخرت کے تمام کام ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ میں پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو' تیرا غصہ مجھ پر اترے' مجھے تیری ہی رضا اور خوشنودی درکار ہے' بندہ میں کسی شر سے رکنے اور کسی خیر کے کرنے کی قدرت نہیں مگر جتنی تیری بارگاہ سے عطاء ہو جائے۔"

ایسی دعا کی اجابت کا کیا پوچھنا کہ نبی بھی ہو رسول بھی ہو' خدا کا حبیب ہو' غریب و مسافر بھی ہو' مظلوم و مضطر بھی ہو' یکایک قبولیت کے دروازے کھل گئے وہی عتبہ و شیبہ جو پتھر دل آپ کے دشمن تھے' آپ کی بے کسی اور مظلومیت کو دیکھ کر فرمائے خون قرابت اور رگ حمیت جوش میں آئی' اپنے غلام عداس کو بلایا جو ایک نصرانی تھا اس سے کہا کہ یہ انگور کا طبق اس شخص کے پاس لے جاؤ' اور اس سے کہو کہ اس میں سے کچھ کھالے۔ عداس نے وہ برتن لے کر آپؐ کے سامنے رکھ دیا' آپؐ نے بسم اللہ پڑھی اور کھانا شروع کیا۔

یہ کلام تو یہاں کوئی بھی نہیں کہتا...... عداس نے حیران ہو کر کہا۔

تم کہاں کے ہو اور تمہارا مذہب کیا ہے ...... حضورؐ نے عداس سے پوچھا؟

عداس .... میں عیسائی ہوں اور نینویٰ کا باشندہ ہوں۔

حضورؐ .... کیا تم مرد صالح یونس بن متی کے شہر کے باشندے ہو؟ ...... آپ کو کیا خبر کہ وہ کون تھے اور کیسے تھے' عداس نے کہا مجھے خبر ہے وہ میرے بھائی نبی تھے' اور میں بھی نبی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ...... عداس آپ کے قدموں سے لپٹ گئے سر' ہاتھ' پاؤں کو بوسہ دینے لگے' مالکوں نے جب ان کی یہ حالت دیکھی تو کہنے لگے کہ لگتا ہے وہ گمراہ ہو گیا۔ غلام آیا تو انہوں نے بوسہ دینے کی وجہ پوچھی .... اس شخص سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی نہیں' انہوں نے جو بات بتائی وہ نبی کے علاوہ کوئی اور نہیں بتا سکتا ...... عداس نے جواب دیا۔

خبردار! کہیں اپنا دین نہ چھوڑ بیٹھنا' تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔ دونوں نے ڈانٹ کر کہا۔ جبرئیل امین علیہ السلام بھی بدلی کے سایہ میں تشریف لے آئے' آواز دی!

محمدؐ! آپ کی قوم کے جواب کو خدا نے سن لیا ہے' آپ کی مدد کے لئے پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے' آپ جو چاہیں حکم دیں .... السلام علیکم پہاڑوں کے فرشتے نے کہا۔ اے محمدؐ! اگر حکم ہو تو ان دونوں پہاڑوں کو ملا دوں جس کے درمیان اہل مکہ و طائف آباد ہیں۔

نہیں! حضورؐ نے کہا ...... میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اس وحدہ لاشریک کی

باقی صفحہ ۱۳ پر

پروفیسر منزہ خانم، اسلام آباد

مال اور ملکیّت

کتاب و سنت کی روشنی میں

مال:

مال کا لغوی مفہوم "مال" عربی زبان کا لفظ ہے۔ عام ائمہ لغت کے نزدیک اس کا مادہ م و ل ہے لیکن امام راغب نے اسے میل کے تحت لکھا ہے اور بتایا ہے کہ مال کو مال اس لئے کہتے ہیں کہ وہ کبھی ایک طرف مائل رہتا ہے اور کبھی دوسرے کی طرف۔ ممکن ہے مال کو مال اس لئے کہتے ہوں کہ اس کے حصول کے لئے آدمی کو کبھی ایک طرف جھکنا پڑتا ہے اور کبھی دوسری طرف، لیکن راغب کی تحقیق صحیح ہوتی تو مال کی جمع اموال کی بجائے امیال ہوتی۔

مال ہر وہ چیز جس کا کوئی مالک ہو جائے۔ اس کی جمع اموال آتی ہے۔ ابن اثیر نے کہا ہے کہ مال اس سونے چاندی کو کہتے ہیں جس کا کوئی مالک بن جائے۔ اس کے بعد دوسری چیزوں کے ذخیرے کو بھی مال کہنے لگ گئے۔ عربوں کے ہاں زیادہ تر اونٹوں کے گلے کو مال کہتے تھے، کیونکہ ان کا مال اونٹوں کی شکل میں ہی ہوتا تھا۔ مالدار آدمی کو "مرجل میل" کہتے ہیں۔ "ملتہ" کا معنی ہے میں نے اسے مال دے دیا۔ "تمولت اور استملت" کے معنی ہیں میں بہت مالدار ہو گیا۔ "مولتہ" اس نے اس سے مالدار کر دیا۔

مال وجہ قیام وبقا ہے:

قرآن حکیم نے مال کو انسانوں کے لئے وجہ قیام قرار دیا ہے۔ قرآن حکیم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دو چیزیں ایسی ہیں جو انسانوں کے لئے باعث قیام وبقا ہیں۔

۱۔ مال ۲۔ کعبتہ اللہ

انسان دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے، جسم اور روح۔ اسی حوالے سے انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں، جسمانی اور روحانی۔ ان دونوں قسم کی زندگیوں کو اپنی بقا، قیام اور تحفظ کے لئے غذا کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انسان کی جسمانی ضرورتوں کو پورا کرنے اور جسمانی زندگی کو بقا دینے کے لئے اللہ نے مال پیدا کیا اور فرمایا "بے وقوفوں کو اپنے وہ مال نہ دو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے قیام کا ذریعہ بنایا ہے" (سورہ النساء)

انسان کی روحانی زندگی کا تحفظ کعبتہ اللہ کے ذریعے سے کیا گیا اور فرمایا "اللہ نے کعبہ بیت الحرام کو لوگوں کے قیام کا ذریعہ بنایا۔" (سورہ المائدہ)

تحفظ ملکیت کے اقدامات:

کیونکہ انسانی زندگی کی بقا کے لئے مال کی بہت اہمیت ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے ملکیت کے تحفظ کے قوانین وضع کئے اور انسانی معاشرے کو ایسے حالات پیدا کرنے کی طرف رہنمائی کی جس میں کوئی ایسا طبقہ پیدا نہ ہو جو زبردستی دوسروں کو اسباب معاش اور وسائل رزق پر قبضہ کرکے انہیں زندگی کی بنیادی ضرورتوں یا ضروری آسائشوں سے محروم کردے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ "ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ اور اسے حاکموں تک نہ پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا حصہ گناہ کے ساتھ جان بوجھ کر کھا جاؤ" (سورہ البقرہ)

نیز ارشاد فرمایا:

ترجمہ "اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ تجارت ہو باہمی رضامندی سے۔" (سورہ النساء)

قرآن حکیم نے ربا کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس میں دوسرے کی ضرورت یا مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کی رضامندی کے بغیر اس سے مال حاصل کیا جاتا ہے۔ ایسے معاشرے کی تشکیل کرنا اور اس طرح کے حالات پیدا کردینا کہ لوگ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے سود پر قرض لینے پر مجبور ہو جائیں۔ اسلامی نظام سے بغاوت ہے اسی لئے قرآن حکیم نے کہا ہے کہ:

ترجمہ "جو لوگ سودی کاروبار سے باز نہیں آتے ان کے خلاف اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے"

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

ترجمہ "اگر تم باز نہ آؤ تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔

اگر تم باز آجاؤ تو تمہیں تمہارا راس المال ملے گا نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو۔" (البقرہ)

اگر کوئی شخص سودی کاروبار چھوڑ دے اور جو سود اس کا کسی کے ذمہ واجب الادا ہے اسے وصول کرنے سے باز آجائے تو اس کی اصل رقم محفوظ رہے گی۔

اسلامی قانون میں سودی کاروبار کی کوئی سزا مقرر نہیں کی گئی لیکن اگر قرآن حکیم کی مذکورہ بالا آیات کو سورۃ المائدہ کی آیت حرابہ سے ملا کر پڑھا جائے جس میں "حرابہ" کی سزا مقرر کی گئی ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سود کی سزا کیا ہونی چاہئے؟

وہ لوگ جو دوسروں کے مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں ان کی قرآن حکیم نے شدید مذمت کی ہے بلکہ اہل کتاب کے احبار و رہبان کو اس جرم کی پاداش میں دنیوی اور اخروی سزائیں بھی دی گئیں۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ "پھر یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان کے لئے بہت سی پاک چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں' حرام کردیں اور اللہ کی راہ سے ان کے روکنے کی وجہ سے اور ان کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ ان کو اس سے روکا گیا تھا اور لوگوں کا مال ناحق کھانے کی وجہ سے۔" (سورہ المائدہ)

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ "اے ایمان والو! بہت سے علماء یہود اور صوفیائے نصاریٰ لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔" (سورہ التوبہ)

کسی دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھانے کے جو دوسرے طریقے ہیں ان کا ذکر کرکے ان کی سنگین سزائیں مقرر کی ہیں۔ چوری کے ذریعے مال حاصل کرلینے کی سزا بتاتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ "چوری کرنے والا مرد ہو اور چوری کرنے والی عورت جو بھی ہو ان کے ہاتھ کاٹ دو' یہ سزا ہے ان کی کمائی کی' عبرتناک سزا ہے اللہ کی طرف سے۔" (سورہ المائدہ)

اور ڈاکے کے ذریعے کسی کے مال کو ہتھیانے کی سزا اس سے بھی سنگین ہے۔

ترجمہ "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ان کے مقابل کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں' یہ تو ہے ان کی دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔" (سورہ المائدہ)

تحفظ مال کے سلسلے میں قرآن حکیم نے مزید ہدایات دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ جو لوگ اپنا دفاع خود نہیں کرسکتے۔ ان کے مال کو دوسروں کی بہ نسبت زیادہ تحفظ فراہم کیا جائے۔ یتامیٰ کے لئے اپنے مال کا تحفظ مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے مال کے تحفظ کے بارے میں بہت سخت احکام دیئے ہیں:

ترجمہ "یتیموں کو ان کا مال دے دو اور گندی چیز کو اچھی چیز سے نہ بدلو اور ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ' بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔" (سورہ النساء)

نیز فرمایا:

ترجمہ "نہ کھاؤ انہیں فضول خرچی کرتے ہوئے اور اس بات سے جلدی کرتے ہوئے کہ وہ بڑے ہوجائیں گے' جو کوئی آسودہ حال ہو اسے بچنا چاہئے اور جو فقیر ہو وہ دستور کے مطابق کھائے اور جب ان کے مال ان کے حوالے کرو تو گواہ بنالیا کرو اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔" (سورہ النساء)

یتیموں کا مال کھانے کو پیٹ میں آگ بھرنے کے مترادف قرار دیا:

ترجمہ "بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب وہ آگ میں داخل ہوں گے۔" (سورہ النساء)

دوسری جگہ فرمایا:

ترجمہ "یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو بہتر ہو" (سورۃ الانعام)

مال کی محبت انسانی فطرت ہے:

قرآن حکیم نے نہ صرف معاشی ضروریات بلکہ آسائش اور تعیش کی چیزوں کی محبت بھی انسانی فطرت میں رکھ دی ہے۔

ترجمہ "لوگوں کے لئے ان کی خواہشات کی محبت خوش نما کردی گئی ہے یعنی عورتیں' بیٹے سونے چاندی کے ڈھیر' عمدہ گھوڑے' چوپائے اور کھیتی' یہ سب دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔" (سورہ آل عمران)

اس آیت مبارکہ میں زین کا صیغہ مجہول اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان اشیاء کی محبت انسان نے خود اپنے اختیار سے اپنے اندر پیدا نہیں کی بلکہ یہ میلان اور محبت انسان کے خالق نے انسان کی طبیعت اور جبلت میں رکھ دی ہے۔ یہی نہیں بلکہ زیب و زینت کی اشیاء سے گریز کرنے اور ان کو اپنے اوپر حرام کرنے پر اللہ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

ترجمہ "کہہ اللہ کی زینت جو اس نے بندوں کے لئے پیدا کی اور پاکیزہ رزق کس نے حرام کیا ہے۔" (سورہ الاعراف)

ترجمہ "اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو جو اللہ نے تیرے لئے حلال کردی ہے۔" (سورہ التحریم)

اپنی بیویوں کو راضی کرنا چاہتا ہے' اللہ غفور و رحیم ہے' اللہ نے تمہارے لئے قسموں کو کھول ڈالنا فرض کردیا ہے۔ مال کی محبت اور اس کا

دنیوی زندگی کے لئے باعث زیب و زینت ہونے کو کئی جگہ مختلف انداز سے بیان کیا گیا۔

ترجمہ: "اور تم مال سے بے پناہ محبت کرتے ہو۔" (سورہ الفجر)

ترجمہ "مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔" (سورہ الکہف)

مال وجہ آزمائش:

چونکہ مال کی محبت انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور محبت کے بارے میں عام قاعدہ یہ ہے کہ محبت انسان کو اندھا بہرہ کردیتی ہے۔ کسی بھی شے کی محبت میں ڈوب کر انسان عقل و شعور کی صلاحیتیں کھو دیتا ہے اور اپنے نفع و نقصان کو پہچاننے کی صلاحیت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے مال کو وجہ آزمائش بھی قرار دیا ہے:

ترجمہ "تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے وجہ آزمائش ہیں۔"

یہ کس طرح موجب ابتلا بنتے ہیں، اس کی وضاحت ایک دوسری آیت میں کی گئی ہے:

ترجمہ "کہہ اگر تمہارے باپ، دادا، تمہارے بیٹے، بھائی، بیویاں، کنبہ قبیلہ اور وہ مال جو تم نے کمائے اور وہ تجارت جن کے مندے کا تمہیں ڈر ہے اور مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، اللہ، اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے۔" (سورہ التوبہ)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے احکام اور اسلام کی سربلندی کے لئے جدوجہد کے تقاضے پورے کرنے کے مقابلے میں اپنے مال سے محبت کرتا ہے اور اول الذکر امور کو پس پشت ڈال دیتا ہے اور جہاں جہاں خرچ کرنا قومی اور ملی زندگی کا مطالبہ ہے ایسے مواقع پر بخل سے کام لیتا ہے۔ اس کا انجام کبھی بھی بخیر نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ "خرابی ہے ہر پس پشت اور سامنے عیب لگانے والے کے لئے جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا، وہ خیال کرتا ہے کہ اس مال کا اسے ہمیشہ رکھے گا، ہرگز نہیں، اسے تس نس کرنے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ تو کیا جانے وہ تس نس کرنے والی کیا ہے؟ اللہ کی دھکائی ہوئی آگ جو دلوں پر جھانک لیتی ہے۔ بے شک وہ ان پر تہہ بہ تہہ ہوگی لمبے لمبے ستونوں میں۔"

مذکورہ بالا آیات میں سے اس کی وضاحت بھی ہوتی ہے کہ مال انسان کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دے سکتا بلکہ اسے جمع کر کر کے رکھنا اور قومی ضروریات میں خرچ نہ کرنا انسان کے لئے باعث ہلاکت ہے۔ اس لئے فرمایا:

ترجمہ "اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔" (سورہ البقرہ)

مال کی وجہ سے آزمائش ہونے کا ایک اور پہلو بھی قرآن نے بیان کیا کہ مالی نقصان سے بھی اللہ تعالیٰ گاہے بگاہے انسان کو آزماتا ہے:

ترجمہ "ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف، بھوک، مال، جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعے"

ترجمہ "تمہیں آزمایا جائے گا تمہارے مالوں اور جانوں میں۔"

مال اللہ کی نعمت ہے:

مال انسان کے قیام و بقا کا موجب ہے اس لئے اللہ نے قرآن حکیم میں وسعت رزق اور کثرت مال کو نعمت قرار دیا ہے

ترجمہ "اللہ نے تجھے تنگ دست پایا پھر غنی کردیا۔" (سورہ والضحیٰ)

مسلمانوں کو ہجرت مدینہ کے بعد جو خوشحالی رفاہیت، امن و امان، اور مال و جائیداد ملے ان کا بطور خاص ذکر کیا:

ترجمہ "یاد کرو جب تم زمین میں تھوڑے تھے، کمزور سمجھے جاتے تھے، ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک لیں گے پھر اس نے تمہیں ٹھکانہ دیا اور اپنی مدد سے تمہیں قوت دی اور تمہیں پاک چیزوں سے رزق دیا تاکہ تم شکر کرو۔" (سورہ الانفال)

سورہ بنی اسرائیل پر اپنی عنایات کے تذکرے میں فرمایا:

ترجمہ "اور تمہیں مال اور بیٹوں سے قوت دی۔" (سورہ الاسراء)

مال سے محرومی، غربت و ہلاکت کو اللہ کا عذاب قرار دیا گیا ہے، فرعون کی سرکشی کا ذکر کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی کہ یااللہ ان کی طغیانی اور سرکشی مال و دولت کے باعث ہے۔ اس لئے سزا کے طور پر ان سے مال چھین لے۔

ترجمہ "موسیٰ نے کہا! اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں رونق اور مال دیا۔ اے ہمارے رب اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے بھٹکاتے ہیں۔ اے ہمارے رب ان کے مالوں کو مٹادے، ان کے دلوں کو سخت کردے، وہ ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔" (سورہ یونس)

مال عزت کا معیار نہیں:

مال کی اہمیت کے باوجود قرآن حکیم نے یہ وضاحت کی ہے کہ کسی بھی شخص کی حیثیت کا تعین مال و دولت سے درست نہیں۔ بے شمار لوگ جن کے پاس دولت کے انبار ہیں، وہ انہیں دولت کے بل بوتے پر ملکوں ملکوں گھومتے ہیں، ان کے بارے میں یہ سمجھنا کہ اللہ ان سے راضی ہے، غلط ہے بلکہ اصل معیار یہ ہے کہ مال دے کر اللہ نے لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کیا ہے جو اس آزمائش میں کامیاب ہوتا ہے وہی اللہ کے ہاں عزت والا ہے۔

ترجمہ "ان کے مال اور ان کی اولاد تمہیں تعجب

میں نہ ڈالے' اللہ یہ چاہتا ہے کہ ان کو ان چیزوں کے ساتھ دنیا کی زندگی میں عذاب دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔" (سورہ التوبہ)

ترجمہ "تمہیں کافروں کا ملکوں میں چلنا پھرنا دھوکہ میں نہ ڈالے' یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔" (سورہ آل عمران)

ترجمہ "ان چیزوں کی طرف اپنی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ جو ہم نے ان میں سے کئی طرح کے لوگوں کو برتنے کے لئے دیں۔ دنیا کی زندگی کی زینت' تاکہ ہم اس میں انہیں آزمائیں۔" (سورہ طہ)

ترجمہ "اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں گے تو جو رحمان سے منکر ہیں ہم ان کے گھروں کو چھتیں اور سیڑھیاں جن پر چڑھتے ہیں چاندی کی کردیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور سونے کے اور یہ سب کچھ بس دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔" (سورہ الزخرف)

دنیوی مال بمقابلہ آخرت:

قرآن حکیم نے دنیاوی ساز و سامان کا اخروی زندگی کے ساتھ جگہ جگہ تقابل بھی کیا ہے اور اس خیال کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا ہے کہ دنیوی مرفہ الحالی اللہ کے ہاں قبولیت یا آخرت میں کس مقام اور مرتبے کا ذریعہ بن سکتی ہے (سورہ الکہف) مال کسی شخص کو دائمی زندگی کی نعمتوں سے سرفراز نہیں کرسکتا۔ مال کی قلت اور کثرت سے کسی شخص کے مقام اور مرتبے کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کسی کے پاس مال کی کمی ہو تو وہ اس کے غیر مقبول ہونے کی علامت نہیں اور اگر کسی کے پاس مال و دولت کی کثرت ہو تو یہ سمجھنا کہ وہ اللہ کا مقبول بندہ ہے درست نہیں (سورہ التوبہ) بلکہ ایک موقع پر اللہ نے اپنے اس ارادے کا اظہار بھی فرمایا کہ اگر امتحان کی شدت کا ہمیں خیال نہ ہوتا تو ہم کافروں کے لئے مال و زر کے انبار لگادیتے (الزخرف)

اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بار بار یہ بتایا کہ دنیوی زندگی آخرت کے مقابلے میں محض دھوکے کا سامان ہے۔ وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور (آل عمران)

قرآن حکیم نے مختلف انداز سے ان افراد کی مذمت کی ہے جو دنیا کی چند روزہ اور عارضی زندگی کو آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں:

ترجمہ "بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو جب کہ آخرت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔" (سورۃ الانعام)

ترجمہ "آخرت میں مال کام نہیں دے گا بلکہ اس روز مجرم اور کافر یہ خواہش کریں گے کہ دنیا کی تمام دولت دیکر اگر اپنے آپ کو چھڑا سکیں تو چھڑالیں لیکن یہ ممکن نہیں ہوگا۔" (سورہ المعارج)

الغرض قرآن حکیم نے مال کے بارے میں انتہائی متوازن نقطہ نظر پیش کیا۔ مال کی مذمت نہیں کی اس لئے اگر مال کی مذمت کی جاتی تو انسانی زندگی کا قیام اور بقا ممکن نہ رہتا۔ البتہ مال کی محبت کی مذمت کی ہے کہ محبت کی وجہ سے انسان میں بخل پیدا ہوتا ہے جو ذلت پر منتج ہوتا ہے۔ مال کو عزت و ذلت' قبولیت و عدم قبولیت' خیر و شر' سعادت و شقاوت وغیرہ میں سے کسی کا معیار نہیں بنایا کہ اس کے ذریعے سے انسان کا مقام و مرتبہ متعین کیا جائے۔

البتہ مال کو درست راہوں میں خرچ کرکے دنیا میں عزت و وقار اور آخرت میں اللہ کی رضا اور ہمیشہ کی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس لئے مال کے ساتھ انفاق مال کی درست طریقوں کے نشان دہی کی۔ جس پر اگلے باب میں بحث ہوگی۔

○

بقیہ : ماہ شوال

عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ دعا رنگ لائی' کچھ سالوں بعد اسلام کا پرچم بلند ہوا اور اس بستی کے لوگوں کی قسمت جاگ اٹھی۔ حضورؐ کی امید پوری ہوئی۔ وہی سردار عبدیالیل جس نے حضورؐ کے وعظ کو سننے سے انکار کرکے شہر کے اوباشوں کو آپؐ کی تضحیک و تحقیر کے لئے مقرر فرمایا۔ اور انہوں نے آپؐ پر پتھر برسائے۔ سن ۹ھ میں خوشی و رغبت سے حاضر خدمت ہوکر مشرف بااسلام ہوئے اور رضی اللہ عنھم کے درجہ پر فائز ہوئے۔

اسی قبیلہ نے محمد بن قاسم ثقفی جیسا سالار عطا فرمایا کہ جس نے صرف سترہ سال کی عمر میں صحرائے عرب سے آکر ____ مشرکوں اور برہمنوں کے اس ہندوستان میں اسلام کا پرچم گاڑ دیا۔

اس خبر نے چودہ سو سال پہلے نبی اطہرؐ کے اس لہولہان جسم کی یاد تازہ کرادی جس نے مبلغین امت کو یہ اسوہ حسنہ دیا کہ امت کی ہدایت کی خاطر' اللہ کے کلمہ کی بلندی کے لئے سب کچھ قربان کردو' ہمت نہ ہارو' کسی کو برا اور بددین سمجھ کر اسے مت ٹھکراؤ' آخر یہ جو گناہ گار مرد و عورت نظر آرہے ہیں وہ سب آپ کے بھائی ہی تو ہیں' ان کو نظرانداز مت کرو' برامت سمجھو' حقیر مت جانو' ممکن ہے کہ کل وہ آپ سے بہتر ہو جائیں اور آپ کو ان کا سہارا لینا پڑے۔ ڈاکٹر اور حکیم مریض کی آلائشوں سے بددل نہیں ہوتا' اپنا علاج جاری رکھتا ہے صحیابی تک اس کا مکمل علاج کرتا ہے۔ آپ تو روحانی طبیب ہیں' آپ کا ظرف تو اور عالی ہونا چاہئے۔

اس قدر سخت ایذاؤں کے باوجود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بددعا نہیں فرمائی' بددل ہوکر تبلیغ نہیں چھوڑ دی۔ آپ بھی اپنے بھائیوں کو نرمی و لطافت سے سمجھاؤ' سخت کلامی و بے توجہی کو برداشت کرو' ممکن ہے وہ نہیں تو ان کی اولاد میں سے کوئی مرد صالح پیدا ہو جائے جو امت کی کشتی کا کھیون ہار بن جائے۔

دانت دُرست "تَن" دُرست

دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی صحت کے لیے انتہائی موثّر نباتاتی

مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

اچھی صحت کا دار و مدار صحت مند دانتوں پر ہے۔ اگر دانت خراب ہوں یا عدم توجہی کے باعث گر جائیں تو انسان دُنیا کی بہت سی نعمتوں اور لذتوں سے لُطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ زمانۂ قدیم سے صحتِ دندان کے لیے انسان درختوں کی شاخیں بطور مسواک استعمال کرتا آیا ہے۔ ہمدرد نے تحقیق و تجربات کے بعد دارچینی، لونگ، الائچی اور صحتِ دہن کے لیے دیگر مفید نباتات کے اضافے کے ساتھ "مسواک ٹوتھ پیسٹ" تیار کیا ہے جو دانتوں کو صاف اور سفید رکھنے کے ساتھ مسوڑھوں کو بھی مضبوط، صحت مند اور محفوظ رکھتا ہے۔

سارے گھر کا ٹوتھ پیسٹ

مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

مسواک کے قدرتی خواص صحتِ دنداں کی مضبوط اساس

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ: تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

Adarts-HMPT-22/95

ڈاکٹر ریاض الرحمٰن' راولپنڈی

طوافِ قدوم

کیا ہوتا ہے اور کب کیا جاتا ہے؟
عملی صورت کیا ہے' کس حاجی کو کرنا ہے کس کو نہیں کرنا؟

عمرہ اور حج کے مناسک میں طواف کا عمل ایک لازم رکن شمار ہوتا ہے۔ طواف کی سات قسمیں ہیں۔ پہلی قسم طواف عمرہ' دوسری طواف قدوم' تیسری طواف زیارت' چوتھی طواف تحیہ' پانچویں طواف نفل' چھٹی طواف نذر اور ساتویں قسم طواف وداع ہے۔ اس تحریر کے ذریعے عازمین حج کو یہ بتانا مقصود ہے کہ طواف قدوم کیا ہے؟ کس حاجی کو کرنا ہوتا ہے کس کو نہیں کرنا ہوتا اور کب کیا جاتا ہے؟ حج کی کتب میں طواف قدوم کی جو تعریف لکھی ہوتی ہے اس سے عازمین حج اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جب ایک عازم عمرہ یا عازم حج مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد جو پہلا طواف کرتا ہے وہ طواف قدوم ہوتا ہے۔ اکثر تربیتی ادارے بھی تربیت کے دوران عازمین حج کے کان میں یہ بات ڈال دیتے ہیں کہ مسجد الحرام مکہ معظمہ میں پہنچ کر سب سے پہلے جو طواف کیا جاتا ہے وہ طواف قدوم ہے۔ حالانکہ طواف قدوم ایک سنت طواف ہے جو حدود حل یعنی میقات کے باہر سے آکر حج قران اور اور حج افراد کرنے والوں کے مسنون مسک ہے۔ حج تمتع اور محض عمرہ کرنے والوں کے لئے یہ طواف یعنی طواف قدوم نہ مسنون ہے اور نہ اس طواف کی ادائیگی ضروری ہے۔

لغت کے مطابق قدوم کے لفظ کا مطلب ہے "تشریف آوری' آنا' آمد" غالباً" انہی معانی کی روشنی میں طواف قدوم کو مکہ معظمہ میں آنے کا طواف کہا جاتا ہے۔ مکہ معظمہ میں حدود حل کے باہر سے تینوں قسم کے عازمین حج داخل ہوتے ہیں اس کے علاوہ محض عمرہ کرنے والے زائرین بھی سال بھر مکہ معظمہ میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ حدود حل سے باہر رہائش رکھنے والے لوگوں کو حج کی اصطلاح میں آفاقی کہا جاتا ہے۔ ہر آفاقی قارن یعنی حج قران کرنے والے ہر آفاقی متمتع یعنی حج تمتع کرنے والے اور ہر آفاقی معتمر یعنی عمرہ کرنے والے کے لئے پہلا طواف' طواف قدوم نہیں ہوتا۔ طواف قدوم صرف آفاقی قارن اور آفاقی مفرد کے لئے ہے مگر ان دونوں قسم کے عازمین حج میں سے قارن کے لئے طواف قدوم پہلا طواف نہیں ہوتا بلکہ دوسرا طواف ہوتا ہے اور صرف مفرد کے لئے ہی پہلا طواف ہوتا ہے۔ مفرد کا مطلب ہے "حج افراد کرنے والا" حج افراد کے مناسک میں عمرہ شامل نہیں ہوتا۔ عمدۃ الفقہ جلد چہارم کتاب الحج' زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک' معلم الحجاج اور دیگر کتب حج کے مطابق طواف قدوم یعنی آنے کے وقت کے طواف کو طواف تحیہ' طواف اللقاء اور طواف الورود بھی کہا جاتا ہے یہ اس آفاقی کے لئے سنت ہے جو صرف حج یا قران کرے اور تمتع اور عمرہ کرنے والے کے لئے سنت نہیں ہے گو آفاقی ہو۔ اسی طرح اہل مکہ مکرمہ کے لئے بھی نہیں ہے ہاں اگر کوئی مکی میقات سے باہر جاکر افراد یا قران کا احرام باندھ کر حج کرے تو اس کے لئے بھی مسنون ہے اور اس کا اول وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا وقت ہے۔ (حوالہ ص ۱۳۰-۱۳۱ معلم الحجاج)

ہر حاجی کو یہ بتانا یا ہر حاجی کا یہ سمجھنا کہ وہ مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد جو پہلا طواف کرے گا وہ طواف قدوم ہوگا صحیح نہیں ہے۔ عملی صورت یہ ہوتی ہے کہ محض عمرہ پر جانے والا مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد جو پہلا طواف کرتا ہے وہ عمرہ کا طواف ہوتا ہے اور یہ طواف افعال عمرہ کا رکن ہے طواف قدوم' ہرگز نہیں ہے' حج تمتع پر جانے والا مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد جو پہلا طواف کرتا ہے وہ بھی عمرہ کا طواف ہوتا ہے اور افعال قران کا رکن شمار ہوتا ہے یہ بھی طواف قدوم ہرگز نہیں ہوتا۔ (حج قران میں عمرہ بھی شامل ہوتا ہے جو حج

سے پہلے ادا کیا جاتا ہے) حج افراد پر جانے والا مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد جو پہلا طواف کرتا ہے وہ البتہ طواف قدوم ہی ہوتا ہے اور افعال حج افراد میں سنت شمار ہوتا ہے۔ (حوالہ نقشہ افعال عمرہ و افعال حج ص ۲۲۲۔۲۲۳ معلم الحجاج اور ص ۶۸۱ عمدۃ الفقہ کتاب الحج)

پاکستان سے حج پر جانے والوں کی غالب اکثریت حج تمتع ادا کرتی ہے کیونکہ اس قسم کے حج میں آسانی ہے۔ عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے اور احرام کی پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں۔ حج قران اور حج افراد ادا کرنے والوں کی تعداد بہت قلیل ہوتی ہے کیونکہ ان کے احرام کا عرصہ طویل ہوتا ہے۔ حج قران اور حج افراد کے احرام کی طوالت کے باعث حج پر جانے والوں کی اکثریت حج تمتع کرنا پسند کرتی ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ اگر حج پر ایک لاکھ لوگ جائیں تو پچانوے ہزار کے لگ بھگ حج تمتع کرنے والے ہوتے ہیں اور پانچ ہزار کے لگ بھگ حج قران اور حج افراد کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان میں نصف کے لگ بھگ یعنی ڈھائی ہزار لوگ حج قران کرتے ہیں اور ڈھائی ہزار لوگ حج افراد کرتے ہیں۔ حج تمتع اور حج قران والوں کا پہلا طواف عمرہ کا طواف ہوتا ہے اور صرف حج افراد والوں کا پہلا طواف ہی طواف قدوم ہوتا ہے۔ ان سطور سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد طواف قدوم کے طور پر پہلا طواف صرف ڈھائی ہزار یعنی ڈھائی فیصد حجاج کا ہی ہوتا ہے اور باقی ساڑھے ستانوے ہزار فیصد کا پہلا طواف' طواف قدوم نہیں ہوتا بلکہ طواف عمرہ ہوتا ہے۔

طواف قدوم کرنے والوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ۸ ذوالحجہ کو منیٰ' عرفات کی طرف پیش قدمی کرنے سے قبل طواف قدوم ادا کریں۔

زبدۃ المناسک صفحہ ۱۳۸ پر درج مسئلہ کے مطابق طواف قدوم کا وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے لیکر وقوف عرفہ تک ہے۔ اگر وقوف عرفہ شروع کرلیا تو طواف قدوم کا وقت فوت ہوگیا یعنی طواف قدوم کی سنت کی صحت ادا کا وقت اشہر حج میں مکہ معظمہ کے شہر میں احرام کے ساتھ داخل ہونے سے لیکر عرفات پر وقوف شروع کرنے تک ہے۔ مفرد کے لئے افضل وقت یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں داخل ہوتے ہی طواف قدوم کرلے۔

زبدۃ المناسک صفحہ ۲۹۴ پر درج مسئلہ کے مطابق قارن کو اول طواف عمرہ واجب ہے اگر اول طواف میں قدوم کی نیت کرلی تو بھی یہ طواف عمرہ ہی کا ہوگا۔ اس مسئلہ سے ثابت ہے کہ حج قران کرنے والا جو پہلا طواف کرے گا وہ طواف عمرہ ہوگا طواف قدوم نہ ہوگا۔

درج بالا مسائل اور عملی تجزیہ سے یہ صورت حال سامنے آتی ہے کہ طواف قدوم صرف اور صرف حدود حل کے باہر سے آنے والے قارن اور مفرد کے لئے اور باہر سے آنے والے متمتع اور محض عمرہ کے لئے آنے والوں کے لئے نہیں اور صرف مفرد کے لئے طواف قدوم پہلا طواف ہوتا ہے اور قارن کے لئے پہلا طواف قدوم کا طواف نہیں ہوتا بلکہ عمرہ کا طواف ہوتا ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ عمرہ کا طواف ایک رکن ہے جبکہ طواف قدوم ایک سنت ہے۔ ادائیگی کے لحاظ سے سنت پر رکن کو فوقیت ہوتی ہے۔ حج افراد کرنے والے یعنی مفرد کو مکہ معظمہ میں پہنچ کر جلد از جلد مگر وقوف عرفات سے پہلے پہلے طواف قدوم کرلینا چاہئے اور حج قران کرنے والے یعنی قارن کو مکہ معظمہ میں پہنچ کر عمرہ کے دو افعال طواف اور سعی ادا کرنے چاہئیں بعد میں منیٰ' عرفات کی طرف بڑھنے سے پہلے طواف قدوم (مع رمل اضطباع اور سعی بین الصفاء والمروہ) کرنا ضروری ہے۔ حج تمتع اور محض عمرہ کرنے والے پر طواف قدوم نہیں ہے۔

بقیہ : علیؓ ابن ابی طالب

تھے صحیح تھا میں اس کو نہیں بدلوں گا۔ (سنن بیہقی ص ۱۳۰)

○ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں اس گرہ کو نہیں کھولنے والا' جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باندھا ہے۔" (فتوح البلدان)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت' تعلق اور ہمدردی' احترام کے واقعات سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف۔ ۹۱۔ صرافہ
میٹھادر کراچی فون۔ ۲۳۵۵۴۳۰

مولانا عبداللطیف مسعود

قرآن مجید میں بچوں کے حقوق

اسلام خالق کائنات کا ایک کامل غیر متبدل اور ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے جس میں مالک حقیقی کی عبودیت اور کامل وفاداری کے رابطے اور حوالے سے ہر فرد مخلوق کے حقوق نہایت حقیقت پسندانہ انداز میں وضع فرمائے گئے ہیں پھر ان کے ساتھ فرائض کو ملاکر ان کی ادائیگی کی بڑے پر شفقت' ترغیب و ترہیب کے انداز میں تلقین و تاکید فرمائی گئی ہے۔ اس تعین حقوق کے سلسلہ میں کسی رنگ و نسل کو کہیں بھی بنیاد نہیں بنایا گیا ہے بلکہ بحیثیت مخلوق الہٰی ہونے کے کامل طور پر عادلانہ مساوات کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

نیز یہ سلسلہ حقوق و فرائض محض افراد انسانی تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اسے ہر ذی روح مخلوق تک وسیع فرمادیا گیا ہے۔ ذیل میں بندہ حقیر' بچوں کے متعلق قرآنی تعلیمات پیش کررہا ہے جنہیں مطالعہ کرکے ہر ذی ہوش انسان اسلام کی حقانیت اور ہمہ گیری کا اندازہ لگاسکتا ہے۔

○ ایک ناشکرے اور باغی انسان کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"چھوڑدے مجھے اور جسے میں نے اکلوتا پیدا کیا اور اسے کثیر مال اور حاضر باش بیٹوں سے نوازا ہے۔"

○ فرمایا زین للناس حب الشھوات من النساءوالبنین الخ

انسان کے لئے عورتوں اور بیٹوں کی چاہت مرغوب بنادی گئی۔

صالحین کی اولاد صالح کی آرزو و طلب

جد انبیاء ابراہیم علیہ السلام دربار الہٰی میں دست سوال دراز کرتے ہیں ربی ھب لی من الصالحین فبشرنا بغلم حلیم (الصفت ۱۰۰)

ترجمہ: اے میرے مالک مجھے نیک فرزند عطا فرما' تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت سنادی۔

حضرت زکریا کی التجا

قال رب ھب لی من لدنک ذریتہ طیبتہ انک سمیع الدعا

ترجمہ: عرض کیا کہ اے میرے مولیٰ و مالک! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما' بے شک تو ہی دعاؤں کا سننے والا ہے۔

بچے کی پرورش اور تربیت

○ والوالدت یرضعن اولادھن حولین کاملین (البقرہ ۲۳۳)

ترجمہ: یعنی مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔

بعض حالات میں کوئی جوڑا بصورت طلاق اگر الگ ہوجاتا ہے اور یہ بچہ کوئی وارث یا باپ لے جاتا ہے تو اس سلسلہ میں اس کی پرورش کے متعلق فرمایا کہ

ترجمہ: یعنی بصورت جدائی اگر تم اس بچہ کو اس کی ماں کا ہی دودھ پلانا چاہو تو کوئی حرج نہیں جبکہ تم اس کے ساتھ طے شدہ مزدوری ادا کردو۔

نیز فرمایا اس صورت میں نہ ماں کو کوئی نقصان پہنچایا جائے کہ اس کا بچہ ہی جدا کردو یا طے شدہ مزدوری ادا نہ کرو یا ویسے ہی زبردستی اس سے دودھ نہ پلواؤ بلکہ ہر حالت میں خوف خدا اور عدل و انصاف ملحوظ رکھنا ہوگا۔

تنگی معیشت (تنگدستی و غربت) کی صورت میں اولاد کا تحفظ

سورہ الانعام ۱۵۲ میں فرمایا ترجمہ: ۱"(سابقہ احکام کے علاوہ) تم اپنے بچوں کو تنگدستی اور ناداری کی بنا پر قتل نہ کرو' ان کا رازق تو میں ہوں اور تمہارا بھی۔"

ایسے ہی بنی اسرائیل آیت ۳۱ میں بھی یہی مضمون ہے۔

۴۔ عورتوں کو بوقت بیعت اسلام تاکید فرمائی کہ ولا یقتلن اولادھن (الممتحنہ ۱۲)

ترجمہ: یعنی وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں۔

اس میں زمانہ جاہلیت کی رسم زندہ درگور کی مخالفت بھی ہے اور جاہلیت حاضرہ کا اسقاط حمل بھی شامل ہوگا' یہ سب قتل اولاد کے ضمن میں آتا ہے۔

اولاد کے حق میں نیک جذبات اور دعا

جد انبیاء ابراہیم علیہ السلام دعا کرتے ہیں رب اجعلنی مقیم الصلوتی ومن ذریتی ربنا وتقبل دعا

ترجمہ: ۱"اے میرے مالک مجھے اور میری اولاد کو

بھی نماز کا پابند بنا اے مالک میری دعا قبول فرمالے۔"

ایک صالح اور باکردار انسان کی عاجزانہ دعا

ترجمہ :اے میرے مولا و مالک میری قسمت میں کردے کہ میں تیرے ان احسانات کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر مبذول فرمائے ہیں اور یہ کہ میں وہ نیک اعمال کروں جو تجھے پسند ہوں نیز میرے بھلے کے لئے میری اولاد کو صلاحیت سے نواز دے' میں ہر حالت میں تیرے حضور جھکتا ہوں اور میں تیرے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں خدائی تعلیمات میں بچوں کے متعلق کتنا اہم اور پرشفقت پروگرام دیا جارہا ہے۔ گویا بچے انسان کے دل کے ٹکڑے اور نرم و نازک پھول ہیں جن کی پرورش اور حفاظت نہایت خلوص اور توجہ و لگن کے ساتھ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے حالانکہ ماں باپ کے دلوں میں فطری طور پر بھی اولاد کے متعلق نہایت عمیق جذبات ودیعت کردیئے گئے ہیں مگر پھر بھی رحمان و رحیم' خالق و مالک مزید سے مزید عمدہ سلوک کی تلقین و تاکید فرمارہا ہے۔ درحقیقت یہ بتایا جارہا ہے کہ اگرچہ تمہارے دل کا سرور اور آنکھوں کا نور ہے مگر یہ میری بھی پیاری مخلوق ہے لہٰذا میری ان پر رحمت و شفقت تم سے کہیں بڑھ کر ہے بلکہ تمہارے دلوں میں ان کی محبت و شفقت پیدا کرنے والا بھی میں ہی ہوں۔

نیک اور صالح اولاد کا اپنے محسن والدین کے ساتھ کیسا سلوک ہو؟

ترجمہ :"اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے حق میں تاکید فرمادی ہے جب کہ اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا' ضعف پر ضعف برداشت کرتے ہوئے اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوا لہٰذا اے انسان تو میرا شکر گزار بن۔ نیز اپنے ماں باپ کا بھی احسان مند ہو' آخر میرے ہی حضور آنا ہوگا۔"

حضرت عیسیٰؑ کے اوصاف جمیلہ

ترجمہ :یعنی مجھے میرے اللہ نے منجملہ دیگر کمالات کے یہ وصف بھی عطا فرمایا کہ مجھے اپنی والدہ کا فرمانبردار بنایا۔

جد انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب(سورہ ابراہیم)

ترجمہ :اے مولا و مالک ہمیں معاف فرمادے اور میرے ماں باپ اور تمام اہل ایمان کو بھی بخش دے جس دن یوم حساب قائم ہوگا۔

حضرت نوحؑ دعا کر رہے ہیں

رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنات(سورہ نوح)

ترجمہ :اے مالک حقیقی مجھے اور میرے ماں باپ کو معاف فرمادے اور ہر اس صاحب ایمان کو جو میرے گھر میں داخل ہو نیز تمام اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو بھی بخش دے۔

بچوں کا جائیداد میں حصہ

○ فرمایا یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین(النساء)

ترجمہ :اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں تاکید کرتا ہے کہ لڑکے کا وراثت میں لڑکی کے مقابلہ میں دوہرا حصہ ہوگا۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ خالق کائنات نے اولاد کے مسئلہ کو نہایت اہمیت دی ہے ان کی عمدہ پرورش و تربیت' ان کی جملہ مادی و روحانی ضروریات کے تکفل کا ماں باپ کو تاکیدی حکم فرمایا نیز ان کو ایک صالح مہذب اور باخدا انسان بنانے کے لئے تمام اسباب و وسائل بروئے کار لانے کی تلقین فرمائی ہے۔ ان کو عطیہ الٰہی سمجھتے ہوئے ان کی جسمانی و روحانی اور نفسیاتی ضروریات کی فراہمی اور تکفل والدین کا فریضہ قرار دیا گیا ہے پھر بچہ کی صلاحیت کا اظہار والدین کے ساتھ احسان مندانہ سلوک اور پرخلوص اطاعت اور وفاشعاری کی صورت میں دکھایا۔ الغرض دونوں فریقوں کو حسب ضرورت و استعداد مضبوط بنیادوں پر پاکیزہ اور ٹھوس رابطہ پیدا کرنے کے لئے بہترین تعلیمات اور اصول و ضوابط تعلیم فرمائے جن پر عمل پیرا ہوکر ہر فریق دین و دنیا کی خوش بختی' امن و سکون اور دائمی کامیابی حاصل کرسکتا ہے اور کسی ایک فریق کا عدم تعاون تمام حالات کو تلپٹ کرنے کا باعث ہوگا پھر نہ کوئی ہنستا کھیلتا خاندان مرتب ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی پرامن اور خوشگوار معاشرہ وجود پذیر ہوسکتا ہے۔ الغرض پھر انسانیت تہذیب و تمدن اور اخوت و ہمدردی کے مفہوم سے کبھی بھی آشنا نہیں ہوسکتی۔

قارئین کرام! ان پاکیزہ اور کامیاب ترین اصول و ضوابط کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی تہذیب کوئی ادارہ یا کلچر وغیرہ دیگر کوئی اصول و ضوابط پیش کرسکا ہے یا کرسکتا ہے؟

لہٰذا ہمیں خود بھی ان نورانی اصولوں کو اپنانا چاہئے نیز تمام عالم انسانیت کو اس کی دعوت دینی چاہئے۔

پھول کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں

جب اولاد اتنی اہم اور عطیہ خداوندی ہے انسان کے دل کا سرور آنکھوں کا نور ہے تو غالب امکان ہوسکتا ہے کہ انسان فطری جذبات میں بہہ کر اولاد کی صحیح تربیت نہ کرسکے۔ ان کی محبت اور بے جا فرمائشوں اور چاہتوں کے پیش نظر ان کو صحیح خطوط پر نہ چلاسکے تو اس مرحلہ میں رب قدیر نے ایک مزید حقیقت کا انکشاف فرمایا کہ

اے انسان یہ درست ہے کہ اولاد بڑی پیاری شے ہے۔ انسان اس کی محبت میں بھٹک کر غلط لائن بھی اختیار کرسکتا ہے، مگر تم خود یہ امر ملحوظ رکھنا کہ:

ترجمہ: "یعنی مال اور اولاد صرف دنیا کی زیب و زینت ہیں جب کہ باقی رہنے والی نیکیاں ہی اجر و ثواب میں تیرے رب کے ہاں بہتر ہیں اور توقع کے طور پر یہ باقیات بہتر ہیں۔"

لہٰذا تم بھی اولاد کو اچھی تربیت دے کر آخرت کی نیکیوں میں تبدیل کرلو۔

خالق کائنات اولاد کے بارے میں مزید فرماتا ہے کہ واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنۃ (الانفال)

یعنی مال و دولت اور اولاد ایک آزمائش ہیں، اگر مال کو حلال ذریعے سے کمایا اور خدا کے حکم کے مطابق خرچ کیا تو آخرت کا ذخیرہ ہوگا بصورت دیگر آخرت میں وبال ہوگا۔ ایسے ہی اولاد کو اگر صحیح تربیت کرکے ان کو صالح افراد بنایا تو آخرت کا سہارا ہوگی ورنہ دوسری ہی صورت ظاہر ہوگی۔

ترجمہ: "مال و اولاد فی نفسہ قرب خداوندی کا ذریعہ نہیں بلکہ ان کا صحیح استعمال ہی یہ نتیجہ پیدا کرسکتا ہے لہٰذا ان کے بارے میں تمہیں خوب غور و فکر اور جدوجہد کرنا ہوگی۔"

یا ایہا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدواً لکم فاحذروھم (التغابن ۱۴)

ترجمہ: "اے ایمان والو! یقیناً" تمہاری کچھ بیویاں اور اولاد تمہارے دشمن ہیں لہٰذا ان سے بچتے رہنا۔"

اہل ایمان کو زوردار تنبیہہ

فرمایا

ترجمہ: "اے ایمان والو! تمہیں یہ مال اور اولاد خدا کی یاد (اطاعت و بندگی) سے غافل نہ کردیں۔ یاد رکھو جو اس روش پر چل پڑا وہ تو بڑے خسارے میں پڑ گیا۔"

ملاحظہ فرمائیے کہ رب کریم نے انسان کو اولاد کے بارے میں کیسے صاف اور فیصلہ کن انداز میں صحیح صحیح تعلیم اور اصلاح و کامیابی کے بہترین اصول و ضوابط سے نوازا ہے، جن کو اپنا کر انسان اپنی دنیا کو باغ و بہار بنا سکتا ہے۔ ایک پرامن اور خوشگوار خاندان اور معاشرہ تشکیل کرسکتا ہے اور آخرت میں بھی ہر قسم کی خوش بختی اور کامیابی سے بہرہ ور ہوسکتا ہے۔ رب رحیم نے مزید ارشاد فرمایا یاایہاالذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا (التحریم ۶)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو (خدا کی بندگی اور اطاعت میں زندگی گزار کر) جہنم کی آگ سے بچالو۔"

ترجمہ: "میرے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے کہ بلاشبہ وہ لوگ نقصان میں ہوں گے جنہوں نے (اللہ کی بندگی اور اطاعت کا راستہ نہ اپنا کر) اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو قیامت کے روز خسارے میں ڈال لیا۔" خبردار یہی واضح خسارہ ہے کہ جس کی تلافی نہ ہوسکے گی (ان کا انجام یہ ہوگا کہ) ان کے اوپر آگ کے بادل چھائے ہوئے ہوں گے اور ان کے نیچے بھی یہی بدانجامی ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، اے میرے بندو! مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

ترجمہ: اور ایمان والے کہیں گے کہ بلاشبہ نقصان میں رہیں گے وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو قیامت کے روز خسارے میں ڈال دیا۔ خبردار! یقیناً" ظالموں کے لئے دائمی عذاب ہوگا اور ان کا وہاں کوئی بھی حمایتی نہ ہوگا جو اللہ کے سوا ان کی مدد کرے اور حقیقت یہ ہے کہ جسے اللہ ہی بے یارو مددگار چھوڑ دے اس کے لئے کوئی راستہ نہیں۔ لہٰذا تم اپنے مالک حقیقی کے فرامین مان لو۔ اس سے پہلے کہ اللہ کی طرف سے نہ ٹلنے والا دن آجائے (قیامت) کیونکہ وہاں تمہارا بچاؤ نہ ہوگا اور نہ تمہاری طرف سے کوئی انکار کرنے والا ہوگا۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا آیات میں علیم و خبیر ذات الٰہی نے ہمیں اپنی ازواج و اولاد کے بارے میں نہایت اہم معلومات فراہم کی ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان کے بارے میں پوری طرح ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہئے کہ اصل لحاظ، اطاعت پسند اور مرض اپنے مالک حقیقی کی مقدم رکھیں۔ کسی عزیز سے عزیز تعلق دار کے ناز و نخرے یا فرمائشوں میں مگن ہوکر رب رحیم کی مرضی اور منشاء کو نظرانداز نہ کریں اور اس ڈگر پر اپنے اہل خانہ کو بھی چلانے کی کوشش کریں، پھر مالک کے حضور سرخرو ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ رب رحیم نے سورہ طٰہٰ میں فرمایا:

ترجمہ: "اپنے اہل کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس پر قائم رہیے، ہم آپ سے رزق کا سوال نہیں کرتے، رزق تو ہم دینے والے ہیں اور یاد رکھئے عمدہ انجام صرف خدا خوفی اور تقویٰ شعاری ہی میں منحصر ہے۔"

حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام اسی روش پر قائم تھے۔

ترجمہ: "اور اس کتاب برحق (قرآن مجید) میں اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ فرمائیے بلاشبہ وہ سچے وعدے والے اور رسول و نبی تھے اپنے اہل کو نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کی جناب میں بڑے پسندیدہ تھے۔"

مندرجہ بالا تمام تفصیل سے معلوم ہوا کہ اولاد واقعی عطیہ خداوندی ہے، بڑے بڑے صالحین، انبیاء، اولیاء نے اس کی طلب کی ہے۔ اولاد انسان کے دل کا سرور اور آنکھوں کا نور ہے، ماں باپ کی معاون و مددگار اور بوقت ضرورت ایک بہترین سہارا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں خود یہ جذبہ محبت و ودیعت فرمایا ہے اور پھر ان کے ساتھ عمدہ سے عمدہ سلوک کرنے کی تاکید بھی فرمائی۔ ان کی اچھی پرورش اور عمدہ تربیت کرنے کا موکد حکم فرمایا ہے تاکہ وہ ایک مہذب معاشرہ کے باصلاحیت افراد بن سکیں۔ وہ باخدا تہذیب اور امن و سکون سے بھرپور معاشرہ کے معمار اور محافظ بن سکیں۔ وہ دنیا میں اپنے مالک حقیقی کے سچے اور وفادار بندے اور پرستار بن کر تمام افراد انسانی کو بھی اس لائن پر چلانے کی بھرپور جدوجہد کرنے والے ہوجائیں اور آخرت میں اپنے خدائے عزوجل کے حضور پورے طور پر سرخرو ہوکر دائمی راحت اور خوش بختی کے وارث بن جائیں۔

رب کریم نے جیسے والدین کے ذمہ اولاد کی صحیح پرورش و تربیت اور ان کے ساتھ نہایت شفقت و رحمت کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی اسی طرح بچوں کو بھی والدین کی خدمت اور ان کی تمام حاجات و ضروریات پورا کرنے کی تلقین فرمائی بلکہ اپنی عبودیت اور اطاعت کے بعد انہی کا نمبر رکھا۔ والدین کی دل آزاری اور دل شکنی کی کسی بھی صورت میں اجازت نہیں دی۔

اب فرمایئے اس نورانی اور کامل ترین تعلیمات کے مقابلہ میں انسان کے پاس کسی بھی کونے' کھدرے میں اس جیسا کوئی ضابطہ موجود ہے؟ ہرگز نہیں! لہٰذا جو حقوق و فرائض کا ضابطہ اسلام نے وضع فرمایا ہے وہ بے مثال اور بے نظیر ہے۔ دنیا عالم کو اسے ہی حرز جان بنانا چاہئے نہ کہ اپنے خود ساختہ عقل و انصاف سے خالی ضابطے دنیا پر مسلط کرتے پھریں۔ کبھی حقوق انسانی کا شوشہ کبھی حقوق نسوانی کا شور اور کبھی چائلڈ لیبر کا غل غپاڑہ یہ سب صاحب میرے کہنے کے مطابق بھی فضول ہیں بلکہ یہ تمام کافرانہ پروگرام محض اسلام کی مخالفت میں پھیلائے جارہے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کے بہلاوے میں نہ آئیں بلکہ خود اپنے دین کا مکمل ضابطہ حیات دنیائے عالم کے سامنے پیش کریں اور ان کو اسے اپنانے کی دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے اور اپنانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

حاصل مطالعہ

ہمسایہ

مولانا قاری غلام رسول کھوکھر

قریب اور ساتھ ساتھ رہنے والے لوگ ہمسایہ کہلاتے ہیں۔ اسلام میں تعلق اور قرب کا بڑا لحاظ ہے جتنا زیادہ قریب ہوگا اتنا ہی حق زیادہ ہوگا چنانچہ ہمسایہ بھی جتنا قریب ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کا حق ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے استفسار پر فرمایا کہ ایک تحفہ ہو تو سب سے قریب ہمسایہ کو بھیجو خواہ دور والا ہمسایہ سے زیادہ دلی لگاؤ ہو۔ اس فرمان سے ہمسایہ کے قرب کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں ہمسایہ کی بڑی قدرو منزلت ہے کیونکہ ایک تو انسانی فرض ہے کہ ہر قریب رہنے والے کا خیال رکھا جائے دوسرے دکھ سکھ کے وقت سب سے پہلے کام آنے والا ہمسایہ ہی ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھے ہمیشہ ہمسایہ کا حق ادا کرتے رہنے کی ہدایت کرتے۔ حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ شاید وہ پڑوسی کو وارث ہی قرار دے دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ وہ مومن نہیں جس کی برائیوں سے اس کا ہمسایہ تنگ ہو۔ ہمسایہ کا خیال رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے کوئی شخص خواہ کتنا ہی زاہد اور نیک ہو اگر وہ ہمسایہ کے ساتھ اچھا نہیں تو اس کی ساری عبادت رائیگاں جائے گی ایک عورت کے متعلق جو نمازیں پڑھتی' روزے رکھتی اور صدقہ خیرات کرتی تھی' مگر ہمسایوں کو تنگ کرتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی اور ایک دوسری عورت کے متعلق جو صرف فرض نماز پڑھتی اور معمولی صدقہ کرتی مگر کسی کو نہ ستاتی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنتی ہے۔ پڑوسیوں سے ہر وقت نباہ رہتا ہے اس لئے بچوں کے معاملات میں یا دوسری باتوں میں جھگڑنے سے گریز اور معاملات صاف رکھنا ہی اعلیٰ اخلاق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن بندوں کے معاملات میں سب سے پہلے دو ہمسایوں کا جھگڑا پیش ہوگا اور یاد رکھو کہ اگر ہمسایہ تمہارے بارے میں اچھی رائے رکھتا ہے تو سمجھو تم اچھے ہو اگر بری رائے رکھتا ہے تو سمجھو تمہارا عمل درست نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا ہمسایہ کی طرف سے آئے ہوئے صدقہ یا ہدیہ کو حقیر نہ سمجھو خواہ وہ بکری کی سری ہی کیوں نہ ہو اور وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھرلے اور اس کا ہمسایہ بھوکا سویا ہو اور ہمسایہ کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

○

عورت' اسلام اور مساوات

شعیب احمد بستوی

مذہب اسلام ایک عادلانہ نظام کا داعی اور علمبردار ہے اس نے معاشرے کے ہر فرد کو اس کی صلاحیت و استعداد کے مطابق حقوق و فرائض تقسیم کئے ہیں۔ چنانچہ عورت کو بھی اس نے جو مقام و مرتبہ عطا کیا ہے وہ اس صنف نازک کی ذہنی و جسمانی قوت کے عین مناسب ہے لیکن آج بیسویں صدی کی نام نہاد ترقی یافتہ دنیا اس نظام کو فرسودہ خیال قرار دیتی ہے۔ تمام اسلام دشمن' صیہونی طاقتوں نے بے چاری عورت کو آزادی اور مردوں کی برابری کے سبز باغ دکھا کر اسلامی حدود پھاند ڈالنے پر آمادہ کر دیا ہے "حقوق نسواں کی حفاظت" کے نام پر تنظیمیں قائم ہو رہی ہیں۔ طالبان نے اگر شرعی پردے کا نفاذ اور سر عام اس کی توہین پر بندش لگادی تو یورپی ممالک اور ان کے نمک خواروں میں جیسے زلزلہ آگیا۔ حقوق انسانی کی ٹھیکیدار عالمی تنظیم ایمنٹی انٹرنیشنل کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگا اور وہ واویلا مچا کہ الامان والحفیظ! جب کہ آزادی نسواں کے اس رنگین و دل فریب ٹائٹل کی تہہ میں عیاشی' فحاشی اور جنسی انارکی جیسی غلاظت کے سوا کچھ نہیں۔ آیئے دیکھیں کہ عورت کو حق و انصاف کہاں ملتا ہے اور وہ کہاں جارہی ہے؟

مرد و عورت دو الگ الگ صنفیں ہیں۔ ہر ایک کی جسمانی ساخت' رنگ و روپ' چال ڈھال' نشست و برخاست تقریباً" سب جدا جدا ہیں۔ علی ہذا اندرونی صلاحیتیں بھی مختلف ہیں۔ مرد کی صلاحیت اور ہے' عورت کی صلاحیت اور ہے۔ نیز دونوں کا سانچہ' تخلیق و مقصد تخلیق بھی الگ الگ ہے۔ غرضیکہ مرد و عورت کے ظاہر و باطن میں اتنے کثیر اور واضح تفاوت موجود ہیں کہ ان سے چشم پوشی کور باطن اور کور چشم ہی کر سکتا ہے۔

اس حقیقت واقعہ اور امر مشاہد کے بعد مساوات کے علمبرداروں کے قول کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی ان کی تشفی کے لئے نصوص شرعیہ کو بھی دیکھتے چلیں کہ آیا واقعی شریعت اسلامیہ نے دونوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے یا ان میں فرق مراتب ہے۔ دونوں متبوع یا دونوں تابع یا ان میں سے ایک متبوع اور دوسرا تابع ہے۔

قرآن و حدیث کے مطالعہ کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے مراتب میں فرق ہے ایک کا درجہ تابع کا اور دوسرے کا درجہ متبوع کا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے الرجال قوامون ....الخ (سورہ النساء ۳۴)

قوام یہ عربی کا لفظ ہے۔ قوام' قیام' قیم عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی کام یا نظام کا ذمہ دار اور چلانے والا ہو' صاحب امر اور نگراں ہو' اب آیت کا ترجمہ ہوا "مرد حاکم ہیں عورتوں پر' اس واسطے کہ بڑائی اور فضیلت دی ہے اللہ تعالی نے ایک کو دوسرے پر' اور اس واسطے بھی کہ انہوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے ان پر۔" تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے "یعنی مرد عورت کا سردار اس کا بڑا' اس کا حاکم اور اس کی اصلاح و تادیب کرنے والا" (تفسیر ابن کثیر ص ۵۰۳' ج-۱)

فیصلہ قارئین پر ہے کہ کیا حاکم و محکوم' تابع و متبوع' سردار اور اس کے زیر سایہ رہنے والے لوگ برابر ہوتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ عقل و خرد رکھنے والا یہی کہے گا کہ ان میں فرق ہے اور بہت بڑا فرق ہے ہاں البتہ عقل و خرد سے نابلد' مجنون' دیوانہ اگر یہ کہے کہ ان میں کوئی فرق نہیں بلکہ برابر ہیں تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ اس کی حالت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ دن کو رات اور رات کو دن کہے۔

ایک آیت سورۃ البقرہ میں ہے اس کی تفسیر و توضیح بھی ملاحظہ ہو۔ ارشاد باری تعالی ہے:

ترجمہ "اور عوتوں کا بھی حق ہے مردوں پر جس طرح کہ مردوں کا حق ہے ان عورتوں پر شرعی ضابطہ کے مطابق (اتنی بات ضرور ہے کہ) مردوں کا درجہ عورتوں پر کچھ بڑھا ہوا ہے۔" (بقرہ ۲۲۸)

یہ آیت کریمہ مردوں اور عورتوں و واجبات اور ان کے فرائض منصبی اور بیان درجات میں ایک شرعی ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے اسی میں غور و فکر سے دونوں کے حقوق اور مقام کا صحیح تعین ہو جاتا ہے۔

دنیا دارالاسباب ہے' اور دنیا کی تعمیر و ترقی مختلف چیزوں پر موقوف ہے لیکن جس طرح مختلف چیزوں کے قیام و بقاء کی مختلف وجوہات و اسباب ہوتے ہیں لیکن بعض چیزیں ان میں زیادہ اہم ہوتی ہیں جن کا درجہ قلب و جگر کا سا ہوتا

ہے۔ اسی طرح اگر غور کیا جائے تو دو چیزیں اور نعمتیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایسی دے رکھی ہیں کہ جو دنیا کی تعمیر و ترقی اور اس کی بقاء میں بنیادی اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں سے ایک عورت ہے اور دوسری چیز دولت ہے۔ ایک سے اس کی خانگی زندگی کی تعمیر و ترقی ہوتی ہے' دوسری سے اس کی خارجی اور معاشرتی زندگی برقرار و پرسکون رہتی ہے۔ گویا یہ دونوں چیزیں اپنی اصل کے اعتبار سے اس عالم کی ترقی اور اس کی رونق کا ذریعہ ہیں۔ اگر ان دونوں چیزوں کو نظام زندگی میں ان کے صحیح مقام پر رکھا جائے جس طرح شریعت نے بتایا ہے تو ایک پرسکون زندگی اور صالح معاشرہ وجود میں آئے گا' اور ان کے زیادہ سے زیادہ فوائد و ثمرات ظاہر ہوں گے۔ یہ تو ہے اس تصویر کا پہلا رخ۔ اگر اس تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ کیا جائے تو یہی دونوں چیزیں زمین میں فساد و خونریزی' فتنہ و غارتگری اور طرح طرح کی برائیوں کا سبب بھی ہیں۔ جہاں کہیں ان کو ان کے اصلی مقام سے ہٹایا گیا تو انسانی زندگیوں کی لہلاتی ہوئی کھیتیاں برق رسیدہ اور اکارت ہو جاتی ہیں۔

تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے دولت کے حصول کے طریقے اور خرچ کے مواقع متعین فرمائے ہیں' اسی طرح اس آیت کریمہ کے اندر عورتوں کے حقوق اور ان کا صحیح مرتبہ بیان فرمایا ہے تاکہ انسانی زندگی کے یہ دونوں اہم پرزے اپنے اپنے مقام پر اپنا کام صحیح ڈھنگ سے انجام دیتے رہیں۔

آیت کریمہ میں یہ بیان فرمایا گیا کہ جس طرح مردوں کے بہت سے حقوق عورتوں پر لازم و ضروری ہیں جن کا ادا کرنا عورت پر واجب ہے۔ اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ہیں اور ان کا ادا کرنا مرد پر لازم ہے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں وہ مجرم اور زیادتی کرنے والا ہو گا۔ اس لئے اس آیت کے آخر میں فرمایا گیا "کہ اللہ تعالیٰ زبردست حاکم اور حکیم ہیں۔"

آیت کریمہ کے مذکورہ بیان سے کوئی کج فہم و کم فہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتا تھا کہ پھر تو مردوں' اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں رہ گیا بلکہ دونوں برابر اور مساوی ہو گئے۔ لیکن اللہ رب العزت نے اس سے اگلے جملے وللرجال علیهن درجة کے ذریعہ اس کی جڑ ہی کاٹ دی اور فرما دیا کہ مردوں کا درجہ عورتوں سے بڑھا ہوا ہے اور اللہ نے ان کو عورتوں پر فضیلت دی ہے۔

تقریباً" یہی مضمون سورہ نساء کی اس آیت کے اندر مذکور ہے جو اوپر گزر چکی بلکہ اس میں مزید وجہ فضیلت کو بھی بیان کر دیا۔ مرتبہ فضیلت تو یہ کہ ان کو عورتوں کی سیادت و نگرانی عطا فرما کر ان کو حاکم مقرر فرما دیا اور وجہ فضیلت یہ کہ مردوں نے عورتوں پر اپنے اموال خرچ کئے۔ بہر حال یہ مذہب اسلام ہے جس نے دونوں کے حقوق باہمی کو بیان فرما کر ان کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے۔

اسلام کے اس حکمت و مصلحت سے بھرپور عادلانہ نظام کو سمجھنے کے لئے آپ کو ماضی کی طرف لوٹنا پڑے گا تاکہ آپ دیکھیں کہ دین اسلام اور رسول برحق فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل انسانی معاشرہ میں عورت کا کیا مقام و مرتبہ تھا۔ اور شریعت اسلامیہ نے اس کو کیا مقام دیا ہے تبھی جا کر اسلام کی عظمت و برتری سمجھ میں آئے گی۔

چنانچہ جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں اور اسلام سے قبل..... زمانہ جاہلیت اور انسانی معاشرہ کو دیکھتے ہیں تو صاف اور واضح طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ انسانی معاشرہ میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی' اس کو کسی قسم کے تصرف کا اختیار نہ تھا حتیٰ کہ اسے خود اپنے نفس کے بارے میں کوئی اختیار نہ تھا بلکہ وہ اولیاء کے رحم و کرم پر ہوتی تھی وہ جس کے حوالہ کر دیتے اس کے ساتھ جانا پڑتا۔ اس کی حیثیت اور قدر و قیمت گھریلو استعمال کی اشیاء سے زیادہ نہ تھی۔ سامان تجارت کی طرح اس کی خرید و فروخت ہوتی۔ وہ میراث سے محروم تھی بلکہ منجملہ اسباب وراثت کے خود بھی مال وراثت تھی وہ مردوں کی ملکیت تھی اس کی ملکیت کسی چیز پر نہ تھی جو چیز خود اس کی ملک ہوتی۔ اس میں بھی بغیر مرد کی اجازت کے تصرف کا حق نہ تھا۔ البتہ شوہر کو اختیار تھا کہ وہ بغیر عورت کی اجازت کے اس کے مال کو جہاں چاہے اور جس طرح چاہے خرچ کرے۔

یورپ کے وہ ممالک جو آج کل دنیا کے متمدن ملک سمجھے جاتے ہیں ان میں سے بعض تو اس حد تک پہنچے ہوئے تھے کہ وہ عورت کو انسان ہی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ روما کی بعض مجلسوں نے یہ طے کیا تھا کہ عورت ایک ناپاک جانور ہے جس میں روح نہیں۔

عام طور پر باپ کے لئے لڑکی کا قتل بلکہ زندہ درگور کر دینا جائز سمجھا جاتا تھا بلکہ لڑکی کی ولادت ننگ و عار اور اسے زندہ درگور کر دینا عزت و شرافت تھی۔ بعضوں کا خیال یہ تھا کہ عورت کو اگر کوئی قتل کر دے تو نہ اس پر قصاص ہے اور نہ خون بہا۔ شوہر کی موت بیوی کی موت ہوتی تھی کیونکہ شوہر کی نعش کے ساتھ اسے بھی جلا کر ختم کر دیا جاتا تھا۔

علیٰ ہذا عبادات میں بھی اس کا کوئی حق نہ تھا' نہ وہ عبادت کے قابل تھی۔ اور نہ دین و مذہب میں اس کا کوئی حصہ تھا۔ ان کے خیالات میں جنت کے مستحق صرف مرد تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے بعد بعثت سے قبل ۵۸۶ء میں فرانس نے عورت پر یہ احسان عظیم کیا کہ اس نے بہت سے اختلافات کے بعد یہ قرارداد پاس کی کہ عورت ہے تو انسان مگر اس کی تخلیق صرف مرد کی خادمہ کی حیثیت سے ہوئی ہے' وہ مرتے دم تک مرد کی خادمہ ہے اور بس۔ ●●

سید ماجد حسن صاحب مظاہری

صدقہ

جس سے خدا راضی ہوتا ہے

آج کے دور میں ہر مسلمان بظاہر اقتصادی اور مالی اعتبار سے پریشان ہے بلکہ پریشانی نے جکڑ رکھا ہے اور پریشانی کے مختلف اسباب بیان کئے جاتے ہیں۔ سب سے بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ شریعت نے جو تجارتی پابندیاں لگا رکھی ہیں وہ ترقی سے مانع ہیں۔ دوسری قومیں ان حدود سے باہر ہو کر تجارت کر رہی ہیں اور ترقی کی منازل طے کر رہے ہیں' اور ہمیں اسلام ترقی کرنے ہی نہیں دیتا۔ چنانچہ اس جذبہ کے تحت کبھی سود کی حلت کا مسئلہ اٹھایا جاتا ہے' کبھی بیمہ وغیرہ کے جواز کا فتوی شائع ہوتا ہے۔ لیکن حقیقی سبب کیا ہے اس سے عام طور سے مسلمان غافل ہیں۔

جس طرح شریعت نے حصول دولت کے طریقے متعین فرمائے ہیں اسی طرح اس کے خرچ کے مواقع بھی بتلائے ہیں۔ اگر خدا تعالی نے ایک مسلمان کو مال و دولت سے نوازا ہے تو دوسری طرف فقراء کا بھی خیال رکھا ہے۔ چنانچہ امیروں اور مالداروں پر زکوۃ' صدقہ' فطر قربانی وغیرہ کا فریضہ عائد کیا تاکہ غریبوں کی حاجتیں پوری ہوں' اور ان کی پریشانیاں دور ہوں۔ اسی طرح ان کے لئے صدقات کا حکم دیا اور مختلف طریقہ سے اپنے مال کو غرباء پر خرچ کرنے کی ترغیب دی اور طرح طرح سے اس کے فضائل بیان کئے۔ اگر تمام دنیا کے مالدار ان شرعی احکامات کے مطابق اپنا مال خرچ کریں تو شاید ہی کوئی مسلمان فقیر و مفلس رہ جائے۔

صدقہ جو انسانی ہمدردی اور خیر سگالی کا ذریعہ اور دین اسلام کا زریں باب ہے اس پر بہت ہی کم لوگ عمل کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم صدقہ کے متعلق کچھ دینی معلومات پیش کرتے ہیں' اللہ تعالی ہم سب کو عمل کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی مومنین کی تعریف فرماتے ہیں "جو لوگ خوش حالی ہو یا تنگی دونوں صورتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کئے جاتے ہیں۔" دوسری جگہ ارشاد ہے کہ "جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانہ کی ہے' جس سے سات بالیاں نکلیں کہ ہر بالی میں سو دانے ہوں۔" صدقات و خیرات ایسی مالی عبادتیں ہیں جن سے اللہ کی مخلوق کے ان نادار محتاج اور غریب لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں جو اپنی ناداری کی وجہ سے مفلسی اور فاقہ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ تعالی نے مخلوق کو اپنے سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مسلمان اللہ سے محبت کا دعوی کرتے ہیں اس بنا پر اللہ تعالی نے مال خرچ کرنے کو اپنی محبت کا معیار قرار دیا تاکہ محبت کا دعوی کرنے والے اپنے دعوی میں سچے ثابت ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کلام پاک میں متعدد جگہ اپنے راستے میں مال خرچ کرنے کا حکم فرمایا ہے:

○ "اور تم لوگ اللہ کے راستے میں خرچ کیا کرو۔" (بقرہ ع ۲۴)

○ "اے ایمان والو خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں۔" (بقرہ ع ۳۴)

○ "جو لوگ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں پھر نہ تو احسان جتاتے ہیں اور نہ اس کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ (جس کو مال دیا) تو ان کے لئے ان کے رب کے پاس اس کا ثواب ہے۔" (بقرہ ع ۳۶)

صدقات کو اگر تم علانیہ دو' تب بھی اچھی بات ہے اور اگر چپکے سے فقیروں کو دے دو' تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے' حق تعالی شانہ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں۔

سورہ آل عمران رکوع ۱۰ میں ارشاد خداوندی ہے کہ "اے مسلمانو! تم (کامل) نیکی حاصل نہ کر سکو گے۔ یہاں تک کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو جو تم کو خوب محبوب ہو۔" آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے کہ "دوڑو اس جنت کی طرف جو ایسے متقی لوگوں کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔" انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق قرآن پاک میں اتنی آیات آئی ہیں کہ ان سب کا احاطہ ان اوراق میں ممکن نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قولاً" و عملاً" اس کی ترغیب دی ہے اور اس کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ ایسا لگتا تھا کہ صدقہ فرض ہے یہاں تک

کہ رمضان المبارک میں آپ ﷺ بس دیئے ہی چلے جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ساون کی جھڑی ہے کہ جب برسنے لگی تو ٹوٹنے کا نام نہیں' اصل میں صدقہ کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے اس میں جبر یا حکم شامل نہیں۔ ترغیب اور تاکید ہے۔

صدقہ و خیرات دینے والے مسلمانوں میں تین طرح کے لوگ ہیں ایک تو وہ جنہوں نے جو کچھ بھی پایا سب خدا کی راہ میں دے دیا اور خدا سے محبت کرنے کا دعوی سچ کر دکھایا۔ دوسرے وہ لوگ جو سارا مال ایک دم راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے بلکہ محتاج لوگوں کی حاجتیں ظاہر ہونے کے منتظر رہتے ہیں اور جب کوئی نادار ضرورت مند مل جاتا ہے بے دریغ اس پر مال خرچ کر دیتے ہیں ان کی نیت اپنے مال کو راہ خدا میں خرچ کرنے کی ہوتی ہے مگر موقع محل کا انتظار رہتا ہے۔ تیسرے درجہ میں وہ کمزور مسلمان ہوتے ہیں کہ ان پر جو زکوۃ واجب ہے اسے ادا کرنے میں تو کمی نہیں کرتے اسی مقدار واجب پر اکتفا کرتے ہیں حالانکہ نفل صدقات کے فوائد اور ہیں جو صرف واجب صدقات سے حاصل نہیں ہوتے۔ قیامت کے دن سات آدمیوں کو اللہ اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا ان میں سے ایک صدقہ و خیرات کرنے والا ہے جو اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ داہنے ہاتھ نے کیا دیا۔

صدقہ نافلہ کے بہت سے فوائد احادیث میں آئے ہیں جن کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ نے "فضائل صدقات" میں جمع کردیا ہے' کچھ ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ سے بیماریوں کا علاج کیا کرو کہ یہ بیماریوں کو ہٹاتا ہے جس میں کم سے کم درجہ جذام اور برص کی بیماری ہے۔ صدقہ نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے' عمر کو بڑھاتا ہے' اللہ کے غصہ کو دور کرتا ہے' بری موت کو ہٹاتا ہے' قبر کی گرمی کو زائل کرتا ہے' گناہوں کو اس طرح دور کردیتا ہے' جیسے طاقتور آدمی پتھر کو لڑھکا دیتا ہے۔ صدقہ بہت سی غلطیوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ طبرانی کی روایت ہے کہ صدقہ و خیرات سے مال کبھی کم نہیں ہوتا' اللہ پاک صدقہ کرنے والے کے مال میں بڑی برکت عطا فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ رائی کے برابر صدقہ کو پہاڑ کے برابر کردیتے ہیں' معلوم ہوا کہ صدقات کا ثواب بے شمار ہے۔ صدقات' خیرات' زکوۃ میں پانچ باتوں کا خیال رکھنا چاہئے:

۱۔ جو کچھ بھی دیں' چھپا کر دیں' اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ چھپا کر خیرات دینا اللہ تعالی کے غصہ کو بجھاتا ہے۔ اصل میں صدقہ کا مقصد بخل کو دور کرنا ہے اگر ظاہر کرکے صدقہ دیں گے تو اس میں دکھاوے کا خدشہ ہے جو نیکیوں کے لئے خطرناک ہے' اس لئے چھپا کر دینے کے سبب ریا سے نجات مل جائے گی۔

۲۔ جس کو صدقہ یا خیرات دیں اس پر احسان نہ جتائیں بلکہ اس کو اپنا محسن سمجھیں' کہ اس نے ہمارے صدقہ کا مال لیکر ہم کو اللہ کے حق سے سبکدوش کردیا' اور ہمارے مرض بخل کا طبیب بن گیا۔

۳۔ عمدہ اور پاکیزہ مال صدقہ کریں کیونکہ جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ میں اچھا کھاؤں اچھا پہنوں تو اسے یہ کیونکر پسند ہوگا کہ اللہ کی راہ میں گھٹیا اور ردی مال خرچ کرے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا تو اللہ سے محبت کرنے کا معیار ہے۔ اسی سے معلوم ہوگا کہ اللہ سے کس درجہ محبت ہے۔

۴۔ جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں دیں خوشی اور نیک نیتی سے دیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "ایک درہم ایک لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ خوشی کے ساتھ اللہ کی راہ میں ایک درہم دینا ناگواری کے لاکھ درہم سے بڑھا ہوا ہے۔

۵۔ صدقہ وغیرہ مستحق کو تلاش کرکے دیں' اپنے غریب رشتہ داروں پر خرچ کرنے میں ثواب زیادہ ہے اس لئے سب سے پہلے انہیں دیں یا کسی پرہیزگار عالم کو پیش کریں تاکہ وہ اس کو اللہ کی عبادت' تقوی اور خدمت دین میں خرچ کریں یا کسی ایسے نیک مسلمان کو دیں جو عیالدار ہو۔ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "پرہیزگاروں کو کھانا کھلایا کرو۔"

صدقات کی عنداللہ مقبولیت اور صدقہ کرنے والے کے حق میں افادیت اخلاص و للہیت پر موقوف ہے۔ خدانخواستہ صدقہ کرنے والے کی نیت صاف نہیں تو اس کا عمل "نیکی کر دریا میں ڈال" کا مصداق ہوگا۔

وفقنا اللہ لما یحبہ ویرضاہ

AJ
Ph : 7512251
Al-Abdullah Jewellers
العبداللہ جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop No. 86, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi.

ثناء اللہ محمود میرپوری

خلفائے راشدین کا

علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

محبوب و محب

اسلام کے خلیفہ رابع رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد خاتون جنت کے شوہر' امت مسلمہ کے سب سے بڑے قانون دان' اللہ کے شیر' اور نوجوانان جنت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے والد محترم علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وہ ذات گرامی ہیں کہ جنھوں نے دعوت عام میں بلا جھجک سب سے پہلے اسلام قبول کیا' اللہ کی راہ میں قربانیاں دیں کفر کے ستونوں کو تہہ تیغ کیا' علم و عمل میں کمال تک پہنچے۔ سلاسل صوفیہ کے محور ٹھہرے آنحضرت ﷺ نے زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی' غیر موجودگی میں نائب بنایا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا تمغہ دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا پروانہ بھی دیا گیا۔

حضرت ضرار بن ضمرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمائش کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ اور کچھ افکار تذکرہ ہمیں سناؤ؟ تو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے کہا:

"آپ دنیا اور اس کی چمک دمک سے وحشت کھاتے تھے اور رات اور اس کی تاریکی سے مانوس ہوتے تھے۔ آپ بخدا بہت آنسو بہانے والے' طویل غور و فکر کرنے والے اپنے نفس کو خطاب کرکے ہتھیلیاں ملتے تھے۔ لباس کھردرہ پسند کرتے تھے کھانے میں سادہ غذا استعمال کرتے تھے...... اگر وہ تبسم فرماتے تو آپ کے دانت ایسے لگتے جیسے موتی پروئے ہوئے ہوں' دینداروں کی تعظیم اور مساکین سے محبت فرماتے' کوئی طاقتور اپنے غلط مقصد کے لئے ان سے امید نہ رکھتا' کوئی کمزور ان کے عدل سے ناامید نہ ہوتا اور میں اللہ کا نام لیکر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ کو اس حال میں تاریک رات میں دیکھا کہ آپ محراب میں کھڑے اپنی داڑھی پکڑے ہوئے بیمار کی طرح تڑپ رہے تھے اور غمگین انسان کی طرح رو رہے تھے' میرے کان میں ان کی آواز اب بھی آرہی ہے کہ آپ فرمارہے تھے اے دنیا! کیا تو مجھے چھیڑ رہی ہے اور میرے لئے بن ٹھن رہی ہے؟ جو تو مجھ سے چاہتی ہے بہت دور ہو جاؤ کسی اور کو دھوکہ دے' میں نے تو تجھے تین طلاق دے دی ہیں اب رجوع ممکن نہیں۔ تیری عمر چھوٹی ہے اور زندگی حقیر' تیرا خطرہ بہت بڑا ہے۔" الخ (صفوۃ الصفوۃ ابن جوزی ۱۲۲)

مشہور کتاب (نہج البلاغہ ص ۱۴۳) اور الارشاد للشیخ المفید صفحہ ۱۲۶ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح بیان کرتے ہوئے فرمارہے ہیں:

"میں نے محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے تم میں سے مجھے کوئی ان جیسا نظر نہیں آتا' وہ صبح اس حال میں کرتے کہ پراگندہ اور غبار آلود ہوتے کیونکہ وہ رات سجدہ اور قیام کی حالت میں گزار دیتے تھے' اور اپنی پیشانیاں اور رخسار بار بار بدلتے۔ آخرت کو یاد کرکے ایسے بے چین ہوجاتے' جیسے گرم پتھر پر کھڑے ہوں اور طویل سجدوں کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے درمیان (یعنی پیشانی پر) ایسے گٹے پڑ گئے تھے' جیسے بکری کے گھٹنوں پر ہوتے ہیں۔ اور جب ان کے سامنے اللہ کو یاد کیا جاتا تو ان کی آنکھیں ابل پڑتیں حتیٰ کہ ان کے گریبان آنسوؤں سے تر ہوجاتے اور عذاب کے خوف سے اور ثواب کی امید میں ایسے جھک جاتے جیسے سخت آندھی میں درخت جھک جاتے ہیں۔"

اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں یاد کرکے فرماتے:

"کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے قبول کی اور قرآن کو اچھی طرح یاد کرلیا' اور جب جہاد کے لئے پکارا گیا تو لپک پڑے جیسا کہ دودھ والی اونٹنی اپنے بچے کی طرف لپکتی ہے...... اور رو کر ان کی آنکھیں کمزور ہوگئیں روزے رکھ رکھ کر ان کے پیٹ سکڑ گئے...... یہ ہیں میرے بھائی جو مجھ سے جدا ہوگئے ہیں وہ حقدار اور لائق ہیں کہ ہم انہیں یاد کریں اور ان کی جدائی پر کف افسوس ملیں۔" (نہج البلاغہ ص ۱۷۷)

○ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بے تحاشہ محبت کرتے تھے اور اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رجحان دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح پر آمادہ کیا اور انہیں بھیجا (الامالی ص ۸۳' جلاء العیون ص ۱۷۶) اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے گواہوں میں تھے (جلا العیون ص ۱۷۶) بخاری شریف میں ہے کہ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا کر بہت پیار کرتے اور فرماتے میرے والد تم پر قربان تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنا مشیر اور قاضی القضاۃ مقرر کیا۔

○ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے حق میں خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان میں سے بہتر افضل شخص پر انہیں جمع کردیتے ہیں جس طرح ان کے نبی کے بعد ان کو ان میں سے بہتر شخص پر جمع فرمادیا۔ (الشافی ص ۴۷۳)

○ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کو استدلال بناتے اور فرماتے کہ "آپ لوگوں نے میری بیعت بھی اسی طرح کی جیسا کہ حضرت ابوبکر' عمرو عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی۔" (الامالی از علامہ طوسی ص ۱۲۱)

○ اسی طرح کسی نے پوچھا کہ خلفاء راشدین کون ہیں؟ تو فرمایا کہ وہ میرے دو حبیب (دوست) اور تمہارے چچا ابوبکر و عمر ہیں وہ ہدایت کے امام اسلام کے بزرگ اور قریش کی عظیم شخصیات تھیں۔ (ملخص الشافی ص ۴۲۸)

○ اسی طرح آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت کی وجہ سے ہی اپنے ایک بیٹے جو (لیلی بنت مسعود تمیمیہ سے تھے) کا نام ابوبکر رکھا اور بنو ہاشم میں یہ پہلا فرد ہے جس کا نام ابوبکر رکھا گیا۔ یہ ابوبکر' کربلا میں حضرت حسین کے ساتھ شہید ہوئے۔ (مقاتل الطالبین ص ۵۹)

○ اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کا نام بھی ابوبکر تھا وہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔ (حوالہ بالا)

○ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے بھی ابوبکر تھے وہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔ (السبیہ ولاشرف ص ۲۶۳)

○ حضرت زین العابدین کی ایک کنیت ابوبکر بھی تھی۔ (کشف الغمہ ص ۷۴) اور حضرت موسیٰ کاظم نے بھی اپنے بیٹے کا نام ابوبکر رکھا تھا (کشف الغمہ ص ۲۱۷)

یہ مختصر نمونہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہل بیت کے ہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کیا مقام تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں اہل بیت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کیا مقام ہے۔ (بخاری ص ۳۳ میں حضرت ابوبکر کا قول نقل کیا گیا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنی ہے تو اہل بیت سے محبت کرو ان آثار سے ان کی آپس کی محبت اور پیار کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بے پناہ محبت تھی اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کردیا تھا' جن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو بچے پیدا ہوئے دیکھئے (التاریخ للطبری ص ۶' البدایہ والنہایہ ابن کثیر ص ۱۳۹' التاریخ یعقوبی ص ۱۳۹' الشافی شریف مرتضیٰ ص ۱۱۶' الکافی للکلینی ص ۳۴۶ المستدرک حاکم ص ۱۴۲) مذکورہ کتابیں اہل تشیع اور اہل سنت کی مشہور کتب ہیں۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی مضبوط پشت اور جائے پناہ قرار دیا تھا (نہج البلاغہ خطبہ ص ۲۸) اور مذکورہ خطبہ پورا پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ خیر خواہی اور محبت کا کتنا جذبہ حضرت عمر کے لئے آپ کے دل میں موجزن تھا۔ اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا تذکرہ فرمایا ہے کہ اے اللہ عمر بن الخطاب کے ذریعہ اسلام کو عزت اور شرف عطا فرما (دیکھئے بحار الانوار جلد ۴ کتاب السماء والعالم) اور حضرت علی کو حضرت عمر اپنا دوست محبوب اور بااعتماد شخص سمجھتے تھے اس لئے آپ نے مختلف مواقع پر حضرت علی کو اپنا نائب بنایا ایک بار فارس کی طرف جنگ کے لئے جاتے ہوئے ۱۴ھ دوسری مرتبہ ۱۰ھ میں جب فلسطین گئے۔ تیری مرتبہ ۱۷ھ میں جب آپ ایلیہ تشریف لے گئے (دیکھئے ابن کثیر ص ۳۵-۵۰' نہج البلاغہ خطبہ ص ۲۷۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کی رائے اور مشورے کو ترجیح دیتے کئی شرعی مسائل اور معاملات میں اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں' اور خاص طور سے قضاء کے فیصلوں میں اکثر حضرت علی کی رائے پر فیصلے ہوئے۔ لیکن ساتھ ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر کی رائے کا بہت احترام کرتے خاص طور پر خلیفہ بننے کے بعد۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میرے علم میں نہیں کہ حضرت علی نے کبھی حضرت عمر کی کسی امر میں مخالفت کی ہو اور جب وہ کوفہ آئے تو ان کی کسی ایسی چیز کو نہیں بدلا جو وہ کرتے تھے۔ (الریاض النضرۃ ص ۸۵)

○ حضرت علی نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ جو کرتے

باقی صفحہ ۴۱ پر

باطل سے تیرے یہ بےزار بندے

ذیشان حیدر ندیم، کراچی

اے خدا یہ تیرے آزاد بندے
باطل سے ہر دم یہ بیزار بندے

نقش ان کے دلوں پر تیرا نام ہے
شام و سحر زباں پر ترا کلام ہے

ان کے سینوں میں نور ایمانی ہے
گرچہ ظاہر بے سروسامانی ہے

مقصد اسلام کا ہو بول بالا
مٹے کفر شیطاں کا ہو منہ کالا

کہنے کو تو یہ مدارس کے طالبان ہیں
مگر عزم و ہمت کی چٹان ہیں

گھروں سے بے سروساماں چل پڑے ہیں
یہ توکل علی اللہ نکل کھڑے ہیں

ان کے لمحات سنتوں سے زرخیز ہیں
ان کے دل خلوص و محبت سے لبریز ہیں

اے خدا فتح کے ان پر دروا کردے
گل رحمت کے ان پر نچھاور کردے

مقبول بارگاہ ہو ندیم کی یہ دعا
فتح ان کو ہمیشہ ہو اے خدا

REGD. NO. SS-160

مسئلہ رفع ونزول مسیح علیہ السلام

از قلم : مولانا عبداللطیف مسعود

- سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، رفع ونزول کا قرآن وسنت سے اثبات
- بے شمار تفسیریں، لغوی اور دیگر علمی کتب کے سینکڑوں اقتباسات وحوالہ کا مرقع
- قادیانی مرتد قاضی نذیر کی تعلیمی پاکٹ کے حصہ "حیات مسیح" کا مکمل ومدلل اور مسکت جواب
- حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ملحدین ومنکرین کے تمام اشکالات ومغالطہ جات کا مکمل رد
- کتاب کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ ۴۰۸ صفحات پر مشتمل ہے جو قادیانی مرتد قاضی نذیر کی کتاب کے جواب پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ جو ۱۸۴ صفحات پر مشتمل ہے یہ مرتد اعظم مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام میں پیش کردہ تمیں آیات کی تحریف کے رد پر شامل ہے۔
- حصہ اول ودوم پانچ سو بانوے صفحات پر مشتمل یکجا مجلد کتابی شکل میں پیش کردیئے گئے ہیں۔
- چہار رنگ کا خوبصورت ٹائٹل
- عمدہ واعلیٰ سفید کاغذ
- کمپیوٹرائزڈ کتابت
- اعلیٰ وعمدہ نفیس جلد
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی روایات ہیں کہ وہ اپنی کتابوں کو لاگت پر سستے داموں پیش کرتی ہے، مقصود تبلیغ ہے نہ کہ تجارت!
- یہ کتاب بھی اپنی روایات کی حامل ہے، تمام تر خوبیوں کے باوجود تقریباً چھ سو صفحات کی کتاب کی قیمت صرف ۱۲۰ روپے ہے۔
- کتاب وی پی نہ ہوگی، رقم کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے۔
- تمام مقامی دفاتر سے بھی مل سکتی ہے

ملنے کا پتہ : ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان، فون نمبر 514122